# ہمدرد شوریٰ پاکستان مشترکہ اجلاس
# تیسری سالانہ نونہال کانفرنس 2025

مدیراعلیٰ: قومی صدر ہمدرد شوریٰ پاکستان
محترمہ سعدیہ راشد

جنوری 2025

جلد............1
شمارہ:2025

## ہمدرد شوریٰ پاکستان مشترکہ اجلاس
## تیسری سالانہ نونہال کانفرنس 2025ء
## یادیں باتیں

نونہال قائدین کی محترمہ سعدیہ راشد سے ملاقات
نونہال قائدین کا مطالعاتی ومعلوماتی دورہ

15-16 جنوری 2025
راولپنڈی/ اسلام آباد

ترتیب وپیشکش
ایونٹس/ پروگرام/ پبلی کیشنز
ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان، مرکزی دفتر کراچی
16ویں منزل، بحریہ ٹاؤن ٹاور، پی ای سی ایچ ایس بلاک 2،
کراچی پاکستان 75400 ٹیلی فون: 021-38241611

رپورٹ
ڈاکٹر ثناء غوری

ہمدرد شوریٰ کے اراکین کی رائے سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں۔

## ابتدائی کلمات

راولپنڈی/اسلام آباد میں منعقد ہونے والی مختلف فکری، تربیتی، قیادتی اور مطالعاتی سرگرمیاں نہ صرف ادارے کے مشن کا عکاس تھیں، بلکہ قومی سطح پر شعور، تہذیب اور خدمتِ خلق کے فروغ کی عملی تصویر بھی ثابت ہوئیں۔ان سرگرمیوں میں ہمدرد شوریٰ پاکستان کا سالانہ مشترکہ اجلاس، ہمدرد نونہال کانفرنس، خصوصی پروگرام ''یادیں باتیں'' نونہال اسمبلی کے نمائندوں کی صدر ہمدرد محترمہ سعدیہ راشد سے خصوصی ملاقات اور قومی اسمبلی کا معلوماتی دورہ شامل تھے۔ان تمام سرگرمیوں میں کراچی، لاہور، پشاور اور راولپنڈی/اسلام آباد کے ہمدرد شوریٰ کے سیکریٹریز، اسپیکرز، ڈپٹی اسپیکرز، ہمدرد نونہال اسمبلی کے قائدین اور طلبہ و طالبات نے جوش وخروش سے شرکت کی۔ ہمدرد شوریٰ کا سالانہ اجلاس وہ موقع ہوتا ہے جہاں گزشتہ سال کی حکمتِ عملی کا جائزہ لیا جاتا ہے اور آئندہ کے لیے لائحہ عمل طے کیا جاتا ہے۔اسی طرح ہر سال کی طرح اس سال بھی ہمدرد نونہال کانفرنس کا اہتمام کیا گیا۔جس میں نونہالوں نے اپنی فکری، تخلیقی اور قیادتی صلاحیتوں کا بھرپور اظہار کیا۔''یادیں باتیں'' کے عنوان سے منعقدہ خصوصی نشست میں ہمدرد کے بانیان کی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کیا گیا جب کہ نونہالوں کی صدر ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان اور قومی صدر نونہال اسمبلی پاکستان محترمہ سعدیہ راشد صاحبہ سے ملاقات اور قومی اسمبلی کے مطالعاتی دورے نے ان کی فکری وسعت اور قومی شعور کو جلا بخشی۔یہ رپورٹ ان تمام سرگرمیوں کی مکمل تفصیلات پر مشتمل ہے، تاکہ نہ صرف ادارہ جاتی ریکارڈ محفوظ رہے، بلکہ مستقبل کی منصوبہ بندی کے لیے بھی ایک رہنما دستاویز کے طور پر استعمال ہو سکے۔

## یادیں باتیں
## تعلیم، قیادت اور خدمت کے تسلسل کی داستان

ہمدرد فاؤنڈیشن کے بانی شہید حکیم محمد سعید اور موجودہ صدر محترمہ سعدیہ راشد کی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کیا گیا۔یہ محفل ماضی کی قربانیوں کو یاد کرنے اور حال کو مقصد سے ہم آہنگ کرنے کی ایک شعوری کوشش تھی۔

## ہمدرد شوریٰ پاکستان، مشترکہ اجلاس

ہمدرد شوریٰ پاکستان کا مشترکہ اجلاس منعقد کیا گیا، جو حکیم محمد سعید کی قائم کردہ اس علمی و مشاورتی مجلس کی بقاء اور افادیت کا ثبوت ہے۔اس اجلاس میں چاروں مراکز لاہور، کراچی، پشاور اور راولپنڈی/اسلام آباد کے اسپیکرز اور ڈپٹی اسپیکرز نے شرکت کی اور قومی نوعیت کے اہم موضوعات پر تبادلہ خیال کیا گیا۔یہ اجلاس نہ صرف ایک فکری اجتماع تھا بلکہ مشاورت، رہنمائی اور قومی ترقی میں کردار ادا کرنے کا عملی مظہر بھی تھا۔

## تیسری سالانہ نونہال کانفرنس
## جاگو جگاؤ، پڑھو پڑھاؤ: قائدِ نونہال حکیم محمد سعید کی نونہالانِ وطن سے وابستہ اُمیدیں

یہ کانفرنس نونہالوں کے لیے ایک ایسا پلیٹ فارم تھی جہاں انہوں نے نہ صرف اپنی فکری صلاحیتوں کا اظہار کیا بلکہ اپنے کردار، قیادت اور شعور کو بھی نکھارنے کا موقع پایا۔ ہمدرد کے چاروں مراکز کے قائدین، اسپیکرز، قائدِ ایوان اور قائدِ حزبِ اختلاف نے اپنے خیالات پیش کیے اور راولپنڈی کے مختلف تعلیمی اداروں کے طلبہ وطالبات نے بڑی تعداد میں شرکت کی جس سے اس کانفرنس کی اہمیت اور مقبولیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

## ہمدرد نونہال قائدین کی محترمہ سعدیہ راشد صاحبہ (صدر ہمدرد نونہال اسمبلی) پاکستان سے ملاقات

ہمدرد نونہال اسمبلی کے تمام مراکز کے منتخب ذمے داران نے صدر ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان اور قومی صدر ہمدرد نونہال اسمبلی کی صدر محترمہ سعدیہ راشد صاحبہ سے ایک خصوصی ملاقات کی۔جس میں ہمدرد نونہال اسمبلی کے آئندہ لائحہ عمل، مقاصد اور ممکنہ بہتری کے پہلوؤں پر تبادلہ خیال کیا گیا۔اس مشاورتی نشست نے نہ صرف نونہالوں کو ادارے کی اعلیٰ قیادت سے ہم کلام ہونے کا موقع دیا، بلکہ اُن میں ادارہ جاتی وابستگی، اعتماد اور ذمے داری کا شعور بھی پیدا کیا۔ ہمدرد نونہال اسمبلی کے قائدین کو محترمہ سعدیہ راشد نے نا صرف مفید مشوروں سے نوازہ بلکہ مستقبل میں ہونے والے نونہال اسمبلی کے اجلاسوں میں ان کی ذمے داری، احسن اور خوش اسلوبی سے ادا کرنے کی تلقین کی۔

## نونہال قائدین کا مطالعاتی دورہ

ان سرگرمیوں کی آخری، مگر نہایت اہم کڑی پاکستان کی قومی اسمبلی کا معلوماتی و مطالعاتی دورہ تھا، جس میں چاروں مراکز کے نونہال ذمے داران نے شرکت کی۔ اس دورے کے دوران بچوں کو نہ صرف پاکستان کے قانون سازی کے عمل سے روشناس کروایا گیا، بلکہ قومی اسمبلی کی کارروائی کو قریب سے دیکھنے کا موقع بھی دیا گیا۔ پارلیمنٹ کے ڈی جی محسن اقبال سے خصوصی ملاقات، قومی اسمبلی ہال کا دورہ اور ارکانِ پارلیمنٹ سے گفتگو، نونہالوں کے لیے ایک ایسا تجربہ ثابت ہوئے جس نے ان کی علمی، فکری اور قومی بصیرت کو نکھارنے میں اہم کردار ادا کیا۔

## یادیں باتیں
## تعلیم، قیادت اور خدمت کے تسلسل کی داستان
### دعوت نامہ

محترم خواتین و حضرات، یہ ایک ایسے خاندان کی داستان ہے۔ جس نے تعلیم، صحت، خدمت اور انسانیت کی فلاح کو اپنی زندگی کا مشن بنایا۔ حکیم حافظ عبدالمجید سے شروع ہونے والا یہ سفر حکیم محمد سعید کی قربانیوں اور محترمہ سعدیہ راشد کی قیادت تک پہنچا ہے۔ ہر نسل نے خلوص، محنت اور عزم کے ساتھ اپنے حصے کی ذمے داری نبھائی اور ثابت کیا کہ عظمت دوسروں کی خدمت میں مضمر ہے۔ ہمدرد کی بنیاد 1906ء میں دہلی میں حکیم حافظ عبدالمجید نے رکھی۔ انھوں نے جڑی بوٹیوں سے دواسازی میں مہارت حاصل کی اور ''ہمدرد دواخانہ'' قائم کیا۔

22 جون 1922ء کو اُن کے انتقال کے وقت اُن کے بڑے بیٹے حکیم عبدالحمید کی عمر 13 سال اور شہید حکیم محمد سعید کی عمر صرف دو سال تھی۔ حکیم عبدالمجید کی وفات کے بعد اِن کی اہلیہ رابعہ بیگم نے بے مثال حکمت اور فراست سے ہمدرد دواخانے کو سنبھالا اور اپنی اولاد کی بہترین تربیت کی۔ ان قربانیوں اور ایثار کے نتیجے میں ہمدرد نے ترقی کی راہیں طے کیں۔ حکیم عبدالحمید نے اپنے والد کے مشن کو کامیابی سے آگے بڑھایا اور طبِ یونانی کو فروغ دینے کے لیے بے شمار خدمات انجام دیں۔ ہمدرد کو ایک بین الاقوامی معیار کا ادارہ بنانے میں ان کی خدمات نا قابلِ فراموش ہیں۔ حکیم محمد سعید نے قیامِ پاکستان کے بعد 1948ء میں کراچی میں ہمدرد پاکستان کی بنیاد رکھی۔ وہ قرآنِ حکیم اور سیرتِ رسولِ پاک ﷺ پر عمل پیرا رہنے کی ہمیشہ کوشش کرتے تھے، قرآن و سنت سے گہرے لگاؤ کا عکس ان کے علم و عمل میں نظر آتا تھا۔ اُنھوں نے طب، تعلیم اور خیر و فلاح کے شعبوں میں انقلابی اقدامات کیے اور ہمدرد کو ایک عظیم ادارہ بنا دیا۔ حکیم محمد شہید کی شہادت 17 اکتوبر 1998ء کو ہوئی، مگر اُن کا مشن آج بھی جاری ہے۔ اُن کے بعد اُن کی صاحبزادی محترمہ سعدیہ راشد نے ہمدرد پاکستان کی قیادت سنبھالی۔ اُنھوں نے اپنے والد کے مشن کو مزید وسعت دی۔ ان کی قیادت میں ہمدرد ترقی کی نئی منزلیں طے کر رہا ہے۔ ہم آپ کو اس محفل (یادیں باتیں) میں شرکت کی پُر خلوص دعوت دیتے ہیں۔ آپ کی موجودگی اس محفل کو یادگار بنانے کے ساتھ ساتھ شہید حکیم محمد سعید کے مشن کو آگے بڑھانے میں بھی معاون ثابت ہوگی۔ آئیں، ہم سب مل کر ان کے نقشِ قدم پر چلیں اور پاکستان کی تعمیر و ترقی میں اپنا کردار ادا کریں۔

**ڈاکٹر ماہم منیر احمد**

**آمنہ ہمایوں میاں**

**فاطمۃ الزہرہ منیر احمد**

## تفصیلات

پروگرام میں تلاوتِ قرانِ پاک حافظ نبیل اعوان جبکہ نعت رسول مقبول ﷺ ڈاکٹر حنا ادیب نے پیش کی۔ ابتدائی کلمات محترم پروفیسر ڈاکٹر حکیم عبدالحنان صاحب (ڈائریکٹر کلینکل سائنس، ہمدرد لیبارٹریز (وقف پاکستان) نے ادا کیے۔ صدرِ تقریب محترمہ سعدیہ راشد صاحبہ (صدر ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان، چانسلر ہمدرد یونیورسٹی، پاکستان) جبکہ مہمانِ گرامی محترم پروفیسر ڈاکٹر سلیم مظہر صاحب (ڈائریکٹر جنرل، ادارہ فروغ قومی زبان) محترم بیرسٹر ولید اقبال (سابق چیئرمین قائمہ کمیٹی سینٹ) محترمہ ڈاکٹر سعدیہ کمال صاحبہ (صدر پاکستان فیڈرل یونین اوف جرنلسٹ) تھے۔ نظامت کے فرائض محترمہ نویرا بابر اور محترم فرید احمد مصطفائی (سابقہ اسپیکرز ہمدرد نونہال اسمبلی، لاہور) نے ادا کیے۔ اس پُروقار تقریب میں دی ٹرسٹ اسکول (لاہور) کی طرف سے نونہال مشاعرہ بھی پیش کیا گیا جبکہ نوجوانانِ امروز کی جانب سے ''ایک عظیم خاندان کی کہانی'' کے موضوع پر تمثیل پیش کی گئی۔ فریحہ بابر نے نغمہ پیش کیا اور پروگرام کے آخر

میں محترم امتیاز حیدر (ڈائریکٹر جنرل، ہمدرد یونی ورسٹی اسلام آباد کیمپس) نے کلماتِ تشکر ادا کیے۔ پروگرام میں راولپنڈی/اسلام آباد، لاہور، پشاور اور کراچی کے اہم اراکین ہمدرد شوریٰ، ہمدرد نونہال اسمبلی کے قائدین اور ہمدرد یونی ورسٹی اسلام آباد کے طلبا و طالبات نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔

ہمدرد پاکستان کے ذمے داران میں محترم ابوطالب بھٹو (گروپ ڈائریکٹر ایڈمن ایچ آر ہمدرد پاکستان)، محترم سید محمد ارسلان، (ڈائریکٹر پروگرامز اینڈ سی ایس آر، ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان) محترم حیات محمد بھٹی (ڈپٹی ڈائریکٹر پروٹوکول، راولپنڈی/اسلام آباد)، محترم سید علی بخاری (ڈپٹی ڈائریکٹر پروگرامز، لاہور)، محترم خالد خان (منیجر ایڈمنسٹریشن، ہمدرد لیبارٹریز (وقف) پشاور)، محترمہ ڈاکٹر ثناء غوری (سینئر منیجر پروگرام اینڈ ایونٹس، ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان) بھی پروگرام میں موجود تھے۔

## حکیم عبدالحنان
## ڈائریکٹر کلینیکل اینڈ سائنس، ہمدرد لیبارٹریز (وقف) پاکستان

آج کی پُروقار تقریب کے سب سے اہم شرکاء ہمارے وہ طلبہ و طالبات ہیں جو پاکستان کا مستقبل ہیں اور جن سے شہیدِ پاکستان حکیم محمد سعید بے پناہ محبت کیا کرتے تھے۔ وہ ان میں ایک روشن پاکستان کی جھلک دیکھا کرتے تھے۔ ہمدرد نونہال اسمبلی ایک ایسی درسگاہ ہے جس نے بچوں کو اظہارِ رائے، اختلافِ رائے اور تہذیبِ کلام سکھایا۔ یہیں سے کئی نوجوانوں نے اپنی گفتاری کا آغاز کیا اور بڑے بڑے مناصب تک پہنچے۔ حکیم صاحب نے اس فورم کو ایک تربیت گاہ بنایا، جہاں بات صرف تقریر کی نہیں، بلکہ کردار سازی کی بھی تھی۔ حکیم صاحب پر بات کرنا ہمیشہ ایک چیلنج رہا ہے، کیوں کہ ان کی خدمات اور شخصیت کے اتنے پہلو ہیں کہ انتخاب کرنا مشکل ہوجاتا ہے کہ کسے بیان کیا جائے اور کسے چھوڑا جائے۔ ان کی ذات کی ہمہ گیریت عقل کو حیرت میں ڈال دیتی ہے۔ ان کی پہلی اور بنیادی شناخت ایک حکیم اور طبیب کی تھی۔ لاکھوں مریضوں کا علاج، دو بڑے مکاتبِ فکر یعنی دہلی اور لکھنو کے اُصولوں کو یکجا کر کے جدید مرکب دواؤں کی تیاری اور حکمت کو نئے اُصولوں پر استوار کرنا ان کی طبی مہارت کا ثبوت ہے۔ دوسرا بڑا کارنامہ ان کا دوا سازی میں انقلاب برپا کرنا تھا۔ انہوں نے پہلی بار یونانی طب کی دواؤں کو انڈسٹری کی شکل دی۔ ان کی تیاری، پیکنگ اور فروخت کو جدید سائنسی اصولوں سے ہم آہنگ کیا۔ آج سینکڑوں ادارے اسی نقشِ قدم پر چلتے ہوئے دوائیں تیار کر رہے ہیں۔ تعلیم و تربیت کے میدان میں ان کی خدمات ناقابلِ فراموش ہیں۔ ان کا وژن صرف ایک ادارہ بنانے تک محدود نہ تھا بلکہ وہ شہرِ علم و حکمت آباد کرنا چاہتے تھے۔ تعلیم کو اسکول سے لے کر یونیورسٹی تک ایک مربوط تربیتی سفر کے طور پر متعارف کرایا۔ ہمدرد پبلک اسکول، ولیج اسکول، بیت الحکمہ اور ہمدرد یونیورسٹی اسی خواب کی تعبیر ہیں۔ تحقیق اور ریسرچ کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے انہوں نے طبِ یونانی کو یونیورسٹی کی سطح پر پہنچایا اور فیکلٹی آف ایسٹرن میڈیسن قائم کی۔ یہ وہ کارنامہ تھا جس نے طبِ یونانی کے طلبہ کے لیے بین الاقوامی جامعات، جیسے جاپان کی ٹویامہ یونیورسٹی اور آغا خان یونیورسٹی میں تحقیق اور تدریس کے دروازے کھول دیے۔ بچوں کی تربیت کے لیے بزم نونہال (نونہال اسمبلی) جیسے پلیٹ فارمز فراہم کیے جہاں سے طلبہ نے نہ صرف زبان و بیان سیکھا، بلکہ اعتماد، تہذیب اور حب الوطنی کا شعور بھی حاصل کیا۔ پاکستان کی فلاح، استحکام اور ترقی کے لیے ان کی فکری کاوشیں مجلسِ شوریٰ کی صورت میں سامنے آئیں۔ ایک غیر سیاسی تھنک ٹینک کے طور پر ہمدرد شوریٰ نے اصلاحِ احوال کی بنیاد رکھی اور یہ روایت آج بھی قائم ہے۔ خدمتِ خلق کے جذبے کے تحت انہوں نے اپنی تمام آمدنی اور وسائل کو وقف کر دیا۔ اپنی ذات کی نفی کرتے ہوئے سادہ زندگی گزارنا، اُصول پسندی کو شعار بنانا اور وقت کی پابندی کو اپنے معمولات میں شامل رکھنا ان کی شخصیت کی نمایاں خصوصیات تھیں۔ بیرونِ ملک، بین الاقوامی کانفرنسز میں ان کی موجودگی پاکستان کی پہچان اور عزت کا باعث بنی WHO اور دیگر عالمی اداروں میں ان کی خدمات کا اعتراف کیا گیا اور وہ واقعی پاکستان کے سفیر کے طور پر جانے گئے۔ ان کے نزدیک تربیت کا عمل محض درس و تدریس تک محدود نہ تھا، بلکہ وہ عمل، طرزِ گفتگو اور نظم و ضبط کے ذریعے دوسروں کی رہنمائی کرتے تھے۔ ان کی بیٹی محترمہ سعدیہ راشد صاحبہ اور نواسیاں ان کی تربیت کا عملی

نمونہ ہیں۔حکیم محمد سعید کی سب سے بڑی کامیابی ان کی ذات کی نفی تھی۔سادہ طرزِ حیات،اعلیٰ افکار،عظیم خواب اور عملی اقدامات۔یہ سب انہیں ایک غیر معمولی انسان بناتے ہیں۔ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ حکیم صاحب کو اپنی رحمتوں سے نوازے، ان کی خدمات کو قبول فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

## پروفیسر ڈاکٹر سلیم مظہر
## ڈائریکٹر جنرل، ادارہ فروغِ قومی زبان، اسلام آباد

میں آج کی اس معنویت سے بھرپور محفل کے انعقاد پر منتظمین کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ایک طالب علم کی حیثیت سے میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ ایسی تقریبات نہ صرف ہمارے علمی اور فکری اثاثے کی تجدید کرتی ہیں، بلکہ ہمیں اپنے اصل سے جڑنے کا موقع بھی عطا کرتی ہیں۔متحدہ ہندوستان میں مسلمان مختلف شعبہ جات میں ممتاز مقام رکھتے تھے۔تجارت، زراعت، انجینئرنگ۔ہر میدان میں اُن کی غیر معمولی خدمات تھیں، مگر اس کے باوجود، جب ان کے مذہب، ثقافت، روایات اور تاریخ کو درپیش خطرات سامنے آئے تو اس وقت ایک مفکر، علامہ محمد اقبال نے ایک خطہ زمین کا تصور دیا اور اس خواب کو عملی تعبیر قائداعظم محمد علی جناح نے دی۔آج دنیا سائنس، ٹیکنالوجی اور علومِ جدید میں ترقی کے سفر پر گامزن ہے، مگر اس کے ساتھ ساتھ انسانیت نظریاتی سرچشموں اور فیض یافتہ شخصیات کی طرف بھی لوٹ رہی ہے۔یہی وہ شخصیات ہوتی ہیں جو اپنی ذات سے آگے بڑھ کر اپنی قوم اور ملت کے لیے جیتی ہیں۔ حکیم محمد سعید انہی شخصیات میں سے تھے، جنہوں نے نہ صرف اس ملک کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کی، بلکہ اسی راہ میں اپنی جان بھی قربان کر دی اور شہادت جیسے عظیم رتبے پر فائز ہوئے۔ایسی شخصیات کو یاد کرنے کا مقصد صرف ان کے کارناموں کو خراجِ تحسین پیش کرنا نہیں ہوتا، بلکہ یہ تجدیدِ عہد کا لمحہ بھی ہوتا ہے کہ جس مشن کا علم وہ بلند کر گئے، ہم اُسے مزید بلند کریں گے۔محترمہ سعدیہ راشد، جو نہایت وقار اور استقامت کے ساتھ اپنے والد کے مشن کو آگے بڑھا رہی ہیں، اُن کا کردار بھی قابلِ ستائش اور قابلِ تقلید ہے۔میرے استاد، پروفیسر ڈاکٹر سید محمد اکرم شاہ صاحب، ہمدرد شوریٰ سے کئی برس وابستہ رہے۔وہ حکیم محمد سعید کی سادگی، عجز وانکساری اور اعلیٰ اخلاق کے گواہ تھے۔ مجیب الرحمٰن شامی صاحب اکثر بیان کرتے ہیں کہ حکیم صاحب ایک سادہ سی سوزوکی کار میں سفر کرتے تھے، حالانکہ ان کے پاس دنیاوی آسائشات کا اختیار تھا، مگر انہوں نے ہمیشہ وقار کے ساتھ سادہ زندگی گزاری۔یہی دراصل اصل پیغام ہے۔یہ ضروری نہیں کہ انسان شان وشوکت اور ظاہری عظمت میں نمایاں ہو، اصل عظمت کردار کی بلندی میں ہے۔یہی وجہ ہے کہ ہم آج بھی حکیم صاحب کا نام عقیدت و احترام سے لیا جاتا ہے۔

کی محمدؐ سے وفا تُو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا، لوح و قلم تیرے ہیں

حکیم محمد سعید نے واقعتاً اسوہ حسنہ کو اپنا لیا تھا اور آج ہم اُن کے نام کو عزت سے یاد کرتے ہیں، کیوں کہ انہوں نے سچائی، ایمان اور خلوص کو اپنی زندگی کا مشن بنایا۔میں ساری زندگی جامعہ پنجاب میں طالب علم کی حیثیت سے رہا۔علامہ اقبال نے بھی فرمایا تھا:

’’منکرِ حق نزدِ ملا کافر، منکرِ خود نزدِ من کافر تر است‘‘

ہم میں سے بعض شاید بیرونِ ملک نہ گئے ہوں، مگر جنہوں نے بیرونِ ملک وقت گزارا ہے، وہ گواہی دیں گے کہ پاکستان جنت سے کم نہیں۔میں نے خود لندن میں ایک سال گزارا، جہاں ایک پاکستانی نوجوان نوید سے ملاقات ہوئی۔جب اُس نے مجھے بتایا کہ وہ فروری میں پاکستان جا رہا ہے تو اُس کی خوشی دیدنی تھی، حالانکہ نومبر کا مہینہ تھا۔یہ جذبہ، یہ محبت۔صرف اسی مٹی سے ممکن ہے۔یہ ملک صرف حکیم سعید کو عزت نہیں دیتا، یہ آپ کو، مجھے، ہم سب کو عزت دیتا ہے، بس شرط یہ ہے کہ ہم شکر گزار ہوں، وفادار ہوں اور اپنے حصے کا کام اخلاص اور محنت سے انجام دیں۔مجھے فخر ہے کہ مجھے شہیدِ پاکستان حکیم محمد سعید کی 105ویں سالگرہ کے موقع پر اظہارِ خیال کا موقع ملا۔محترمہ سعدیہ راشد کے لیے دعا گو ہوں کہ اللہ انہیں اپنے عظیم والد کے مشن کو مزید بلندیوں تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔

## ڈاکٹر سعدیہ کمال
## صدر پاکستان فیڈرل یونین آف جرنلسٹس

اگر شہیدِ پاکستان، حکیم محمد سعید آج حیات ہوتے تو وہ اپنی عمر کی 105ویں بہار دیکھ رہے ہوتے، لیکن جو کچھ وہ اپنی زندگی میں کر گئے، وہ بلاشبہ صدیوں پر محیط

کارنامے ہیں، جو ایک فردِ واحد نے انجام دیے۔ حکیم سعید صرف ایک ماہرِ طب ہی نہ تھے، بلکہ ایک اعلیٰ پائے کے مقرر، شاندار مصنف اور بہترین سفرنامہ نگار بھی تھے۔ جب کاروبار کی دنیا میں قدم رکھا تو دیانتداری اور امانت کی ایک لازوال مثال قائم کی۔ سیاست میں آئے تو کرپشن سے پاک، بےلوث اور اُصول پسند سیاست دان بن کر اُبھرے۔ انہوں نے قومی مسائل کے حل کے لیے ہمدرد شوریٰ کی بنیاد رکھی۔ آج کی اس تقریب میں بچوں کی تربیت کا جو عملی نمونہ پیش کیا گیا، وہ ان کی فکر اور وژن کی عکاسی ہے۔ چاہے ماہ نامہ نونہال کی اشاعت ہو، ہمدرد لیبارٹری (وقف) کا قیام ہو یا ہمدرد ولیج اسکول جیسا رفاہی ادارہ، ان کی زندگی مسلسل خدمت، تعلیم اور نظریاتی استقامت کی ایک روشن مثال ہے۔ انہوں نے شہرِ حکمت، مدینۃ الحکمہ کی بنیاد رکھی اور اس میں ہمدرد یونیورسٹی قائم کی۔ اپنی زندگی میں پچاس لاکھ سے زائد مریضوں کا روزے کی حالت میں، بغیر کسی فیس کے علاج کیا۔ آج بہت کچھ کہا گیا، لیکن ایک پہلو جسے لوگ بہت کم جانتے ہوں گے، وہ خود احتسابی ہے، جسے ہم آج فراموش کر چکے ہیں۔ حکیم سعید ہر چھوٹی سے چھوٹی بات کو نوٹ کرتے، خود احتسابی کے اُصولوں کو اپنا کر زندگی گزارتے۔ ان کی زندگی کھلی کتاب کی مانند تھی۔ ہر پہلو واضح، ہر جذبہ محفوظ۔ جب غیر ملکی کرنسی پر پابندیاں تھیں، وہ بیرونِ ملک سفر سے واپسی پر بچا ہوا ہر ڈالر واپس کر دیتے تھے۔ ان کا کوئی فارن اکاؤنٹ نہ تھا۔ آج کے حالات سے اس تقابل کو دیکھیے، جب دیانتداری اور سچائی پر چلنے والے کو ''سادہ لوح'' یا ''بیوقوف'' سمجھا جاتا ہے۔ محترمہ سعدیہ راشد صاحبہ نے بجا فرمایا کہ انہیں عالمی کانفرنسوں میں بلایا جاتا، لیکن وہ اکثر اپنے اخراجات خود اُٹھاتے اور علمی کام کے بدلے کسی معاوضے کو پسند نہ کرتے۔ زندگی کے ہر مرحلے پر حکیم سعید نے اُصول پسندی اور دیانتداری کو اپنایا۔ ان میں وہ اخلاقی جرات تھی کہ برائی کو برملا ٹوکتے اور لوگ ان کی بات خاموشی سے سن لیتے۔ ان کے دل میں کسی کے لیے بغض نہ تھا، حتیٰ کہ جنہوں نے ان کی راہ میں رکاوٹیں ڈالیں، ان کے لیے بھی دعائیں ہی نکلیں۔ جو دوسروں کے لیے جیا، اسی کی زندگی کا چراغ گل کر دیا گیا۔ شہیدِ پاکستان حکیم محمد سعید فرمایا کرتے تھے ''خدمت کرنے والے کبھی نہیں مرتے، وہ اَمر ہو جاتے ہیں'' آج کی اس تقریب میں ہم سب سے یہ سوال کیا جا رہا ہے، کیا ہم شہید حکیم سعید کے خوابوں کو حقیقت میں بدلنے کا عزم کریں گے؟ یہ صرف ایک یاد نہیں، بلکہ ایک عظیم ورثہ ہے۔ کیا ہم اس کے امین بن سکتے ہیں؟ کیا ہم اس ملک، اس معاشرے، اور اس نظریے کے لیے وہ کردار ادا کر سکتے ہیں، جو حکیم سعید نے ہمیں سکھایا؟ معاشرے میں اس وقت عدم برداشت اور انتشار کا ماحول ہے۔ آج ضرورت ہے کہ ہم اپنی زندگیوں کو انہی اُصولوں پر اِستوار کریں، جو حکیم سعید نے سکھائے۔

## بریسٹر ولید اقبال
## سابق چیئرمین قائمہ کمیٹی سینٹ

محترمہ سعدیہ راشد صاحبہ کا تحریر کردہ ایک مضمون میرے سامنے آیا، جو انہوں نے اپنے مرحوم والد کے بارے میں لکھا ہے۔ اُس مضمون کے ابتدائی جملے نے میرے دل پر گہرا اثر ڈالا۔ وہ جملہ تھا کہ ''میرے والد نے مجھے کبھی نصیحت نہیں کی، بلکہ اپنے عمل سے رہنمائی دی'' یہ جملہ پڑھ کر مجھے فوراً اپنی زندگی کا ایک لمحہ یاد آیا۔ حال ہی میں ایک پوڈ کاسٹ میں مجھ سے سوال کیا گیا کہ میرے والد، جناب جسٹس (ر) جاوید اقبال نے مجھے کیا نصیحتیں کیں؟ میں نے وہی جواب دیا کہ اُنہوں نے بھی اپنے عمل سے رہنمائی کی، الفاظ سے نہیں۔

یہی وجہ ہے کہ جب بھی میں کسی کتاب کی تقریبِ رونمائی میں جاتا ہوں تو کتاب کو مکمل پڑھ کر اس کے نکات یاد رکھ کر اور حوالوں کے ساتھ گفتگو کرتا ہوں۔ یہ عادت میں نے اپنے والد سے سیکھی، جنہیں میں نے ایک بار لاہور کے ایک فائیو اسٹار ہوٹل میں کتاب ہاتھ میں لیے، صفحات پر نشان لگاتے اور کتاب کے اقتباسات کے ساتھ مدلل گفتگو کرتے ہوئے دیکھا۔ اسی طرزِ عمل کو میں نے اپنی زندگی کا حصہ بنایا۔

چاہے شیخ رشید احمد صاحب کی خودنوشت ''لال حویلی سے عوامی اتحاد تک'' ہو یا کسی اور شخصیت کی سوانح، میں ہر بار کتاب خریدتا، پڑھتا اور تیاری کے ساتھ جاتا ہوں۔ یہی تربیت والدین کی وہی نادر مثال ہے، جو الفاظ سے زیادہ اثر رکھتی ہے۔ حکیم محمد سعید بھی ایسی ہی ہستی تھے۔ عمل، خدمت اور اخلاص کی عملی تصویر۔ انہوں نے تعلیم، صحت، انسانیت اور پاکستان سے محبت کو اپنا مقصدِ حیات بنایا۔ اُن کی شہادت کے وقت میں بیرونِ ملک تھا، امریکہ میں تعلیم حاصل

کررہا تھا اور بعدازاں یورپ میں قیام کیا۔ شاید یہی وجہ ہے کہ مجھے اُن سے بالمشافہ ملاقات کا شرف حاصل نہ ہوسکا، لیکن جتنا میں نے انہیں پڑھا، اُن پر تحقیق کی، اتنا ہی میرا دل اُن کے قریب ہوا۔ مجھے اُن کی زندگی میں علامہ اقبال کا ایک مشہور شعر یاد آیا:

جہاں میں اہلِ ایماں صورتِ خورشید جیتے ہیں<br>
اِدھر ڈوبے، اُدھر نکلے، اُدھر ڈوبے، اِدھر نکلے

یہ شعر حکیم صاحب کی شخصیت پر پوری طرح صادق آتا ہے۔ اُن کی زندگی مسلسل خدمت، جدوجہد اور روشنی بانٹنے کی علامت تھی۔ ان کے والد محترم نے ہمدرد کی بنیاد رکھی اور دو برس کی عمر میں حکیم صاحب یتیم ہوگئے۔ میرے والد کے انتقال کے بعد جب میں اُن کی تقریبات میں گیا، تو میں نے یہی کہا کہ میرے والد کے لیے دوہرا چیلنج تھا ایک عظیم والد کی میراث کو آگے بڑھانا اور دوسرا یہ کہ کم عمری میں والد کی شفقت سے محروم ہوجانا۔ اگرچہ علامہ اقبال جیسا والد ہونا بلاشبہ ایک بہت بڑا معیار ہے، لیکن اگر اولاد اُسی روش پر چلتی ہے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کی نصرت سے کامیابی حاصل کرتی ہے۔ حکیم محمد سعید نے ثابت کیا کہ تربیت، جذبہ خدمت، اور محنت سے ہر انسان اعلیٰ مقام حاصل کرسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنی زندگیوں میں ایسی مثالیں قائم کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔ پاکستان پائندہ باد

**سعدیہ راشد**

**صدر ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان، چانسلر ہمدرد یونیورسٹی**

اگر میں اپنے جذبات پر قابو پاسکی تو چند باتیں عرض کرنا چاہوں گی۔ آج یہاں ہمارے ہمدرد ساتھی اور نونہال موجود ہیں اور یہ منظر میرے لیے بے حد خوشی کا باعث ہے۔

میں نے کوئی باقاعدہ تقریر تیار نہیں کی، لیکن جب بات حکیم صاحب کی ہو تو دل کی باتیں خود بہ خود زبان پر آجاتی ہیں۔ ابھی وقت کی پابندی کا ذکر ہوا تو میں بھی اس حوالے سے کچھ عرض کرنا چاہوں گی۔ ہم سب بخوبی جانتے ہیں کہ حکیم صاحب وقت کے معاملے میں کس قدر حساس تھے۔ بچے بھی یقیناً ان کے بارے میں سنتے ہوں گے۔ وہ اگر کسی مقام پر مقررہ وقت سے پہلے پہنچ جاتے تو گاڑی میں ہی رکے رہتے، دروازے پر تبھی آتے جب گھڑی کی سوئیاں ٹھیک وقت پر پہنچتیں، تاکہ میزبان کو زحمت نہ ہو۔ جیسا کہ کسی نے کہا تھا:

''لوگ اپنی گھڑیاں حکیم صاحب کے وقت سے ملا لیا کرتے تھے۔''

جب بچوں کی ''نونہال اسمبلی'' منعقد ہوتی اور اگر کوئی مہمان تاخیر سے پہنچتا تو حکیم صاحب کی ہدایت پر ہم فوراً تلاوت سے پروگرام کا آغاز کردیتے، تاکہ وقت کی پابندی قائم رہے۔ صرف چند منٹ ہی کیوں نہ گزرے ہوں، پروگرام بہرحال وقت پر شروع ہوتا۔ الحمدللہ! یہ روایت آج بھی برقرار ہے کہ ہمدرد کے تمام پروگرام وقت کی مکمل پابندی کے ساتھ منعقد ہوتے ہیں۔ چوں کہ وقت کی بات ہورہی ہے تو میں بچوں سے ضرور کہنا چاہوں گی کہ حکیم صاحب فرمایا کرتے تھے: ''وقت اللہ کی امانت ہے اور اس کا درست استعمال عبادت ہے۔'' میں بچوں، بچیوں اور نوجوانوں کو نصیحت کروں گی کہ اپنے وقت کو ضائع نہ کریں، خاص طور پر موبائل فون پر۔ اسے صرف تعلیمی مقاصد کے لیے استعمال کریں۔ وقت پر سوئیں اور وقت پر جاگیں۔ وقت پر جاگنے سے دن بھر کے کام خوش اسلوبی سے انجام پاتے اور طبیعت بھی خوشگوار رہتی۔ رات گئے تک جاگنے سے دن برباد ہوجاتا ہے اور صحت پر بھی منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ نیند کے کچھ مخصوص اوقات ہوتے ہیں جن کی پابندی بے حد ضروری ہے۔

حکیم صاحب کی ایک اور خوبی یہ تھی کہ وہ زیادہ بولنے کے بجائے زیادہ لکھتے تھے۔ ہم نیچے والی منزل پر ہوتے اور حکیم صاحب اوپر والی منزل پر۔ اگر کوئی بات کہنی ہوتی تو اوپر سے ایک پرچی آتی۔ ایک بار میں نے بھی انہیں ایک پرچی لکھ کر بھیجی کہ ''آج ہمیں پھوپھی جان کے ہاں جا کر کھانا کھانا ہے'' تو فوراً جواب آیا: ''کیا کوئی تحریر تاریخ کے بغیر مکمل ہوسکتی ہے؟'' اس دن سے یہ اُصول بن گیا کہ ہم ہر پرچی یا نوٹ پر تاریخ ضرور درج کرتے۔

جب میری بچیاں چھوٹی تھیں، تو میں نے وقت کی پابندی سکھانے کے لیے ان کے کمرے میں گھڑی لگوائی، مگر وہ گھڑی رات کو آواز کرتی تھی جس سے حکیم صاحب کی نیند متاثر ہوتی۔ ایک دن ان کی طرف سے پرچی آئی: ''گھڑی نے رات بھر سونے نہیں دیا۔'' ہم نے فوراً اس کی آواز بند کردی۔

ان کے کمرے میں ایک میز تھی، جس کے پیچھے کتابوں

سے بھری الماریاں اور ایک طرف بستر۔ اسی ایک کمرے میں بیٹھ کر انہوں نے عالمی سطح پر خدمات انجام دیں۔ نہ کوئی بڑا گھر، نہ نمود و نمائش۔ ہم 1948ء میں جس گھر میں منتقل ہوئے، وہی گھر حکیم صاحب کی آخری رہائش گاہ رہا۔

میں اکثر کہتی: ''ابا! اب تو آپ کے پاس وسائل ہیں، گھر کی تزئین و آرائش کروالیں۔'' تو وہ جواب دیتے: ''گھر پر نہیں، مدینۃ الحکمت میں لگاؤ۔ اسکول میں ایک کمرہ بنوادو، یہ نیکی کا کام ہے۔'' انہوں نے ہمیں صرف زبان سے نہیں، اپنے عمل سے بھی تربیت دی۔

میں نے ان کی کتاب ''اقوالِ سعید'' سے چند اقتباسات بچوں کے لیے منتخب کیے ہیں، تاکہ وہ ان سے سیکھیں:

''خواہش جب شدید تر ہو جائے تو حوادث جنم لیتے ہیں۔''

''علم کا تعلق صرف ضروریاتِ زندگی سے نہیں، بلکہ مقاصدِ زندگی سے بھی ہے۔''

''انسان جب بھی اپنی ذات کے لیے عیش و آرام چاہے گا، اسے خودی اور خودداری کو قربان کرنا پڑے گا۔''

''دنیا میں بداعتمادی اور فساد کا سب سے بڑا سبب عدل و انصاف کی عدم فراہمی ہے۔''

''کردار انسان کا وہ حسن ہے جسے زوال نہیں آتا۔''

جب میری شادی ہوئی اور میں بچوں میں مصروف ہوگئی تو حکیم صاحب نے کبھی نرمی سے، کبھی سختی سے مجھے توجہ دلائی۔ آخر ایک دن فرمایا: ''اگر ہمدرد میں اپنا حصہ چاہیے تو ہمدرد کے لیے کام کرنا ہوگا۔'' یوں میں ہمدرد کے دفتر پہنچی۔ ان کی سیکریٹری کے کمرے میں میرے لیے ایک میز رکھ دی گئی۔ نہ کوئی پروٹوکول، بس کام شروع ہوگیا۔ پہلا کام ''میڈیسن ان چائنا'' کی پروف ریڈنگ تھا۔ اسی سے تدوین کا ذوق پیدا ہوا، جو آج بھی موجود ہے۔ ایک بار دفتر میں بے ساختہ کہا: ''ابا جان......''

تو انہوں نے کہا: ''دفتر میں میں ابا جان نہیں ہوں۔''

یہ تربیت تھی، جو دل و دماغ میں بیٹھ گئی۔ بیرون ملک سفر میں وہ ہمیں ساتھ رکھتے اور سکھاتے کہ ہوٹل کا بل کیسے چیک کرنا ہے، ادائیگی کیسے کرنی ہے۔ وہ کہتے: ''نئے ملک کو دیکھنا ہے تو پیدل چلو، ٹیکسی سے نہیں۔''

جاپان میں میرا دل شاپنگ کو چاہا تو انہوں نے کہا: ''اگر شاپنگ کرنی ہے تو یہیں سے گھر واپس جانا ہوگا۔''

میں نے جواب دیا: ''ہمیں پورا سفر مکمل کرنا ہے۔''

یوں ہم جاپان، فلپائن، منیلا، بنکاک اور انڈونیشیا سے ہوتے ہوئے واپس آئے۔ بغیر کچھ خریدے۔ ہانگ کانگ سے واپسی پر ان کا سوٹ کیس صرف کتابوں سے بھرا ہوا تھا، ہمیں کچھ خریدنے کی اجازت نہ ملی۔ ان کا انداز نرم، مزاحیہ، لیکن تربیتی پہلو لیے ہوتا تھا۔ جب نواسیاں چاکلیٹ مانگتی تو وہ مان بھی لیتے، مگر فوراً کہتے: ''اس بڑی بی کو کوئی نرم چاکلیٹ دے دو!''

اور مجھ سے کہتے: ''تم تین بیٹیوں کی ماں ہو، بوڑھی ہوچکی ہو، میں جوان ہوں!''

اللہ کا شکر ہے کہ حکیم صاحب نے ہمیں وقت کی پابندی، سادگی اور خدمت کا جذبہ سکھایا۔ ہم اسکول بس پر جاتے، اپنے یونیفارم، جوتے اور کپڑے خود صاف کرتے، گھر کے کاموں میں امی کا ہاتھ بٹاتے۔ میں اپنی بیٹیوں کو بھی یہی سکھاتی ہوں: ''کوئی کام چھوٹا نہیں ہوتا، خاص طور پر اپنے گھر کا۔''

آج کے بچے سہولتوں میں پل رہے ہیں، لیکن انہیں ماں باپ کی عزت، وقت کی قدر اور سادہ طرزِ زندگی سیکھنی چاہیے۔ جب میری شادی ہوئی تو ابا جان نے مجھے ایک مکمل لائبریری دی، جس میں قانون کی کتابیں بھی شامل تھیں۔ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں میں نے آج اس لیے آپ سے کیں کہ شاید ان کا پہلے کبھی تذکرہ نہ کیا گیا ہو۔

میرا پیغام ہے: ''اپنی خوشیاں سادہ رکھیں اور زندگی سادہ گزاریں۔''

جیسا کہ میرے ابا جان ہمیشہ کہتے تھے: ''سادگی سیکھو!''

آپ سب کا بہت شکریہ کہ آپ نے میرے دل کی باتیں تحمل سے سنیں۔

اگر ان باتوں پر عمل بھی کرلیا جائے تو میری خوشی دوچند ہو جائے گی۔

اللہ آپ سب کا نگہبان ہو۔

## خلوص کا اظہار
## نغمہ گو (فریحہ بابر)

ساڈا مان تران تے پیار ہے سعدیہ راشد
دکھی دلاں دا سکون قرار ہے سعدیہ راشد
حکیم سعید دی پتاں جئ دھی اے
اپنے پیو دے ویکھو کم کر رئی اے
ہمدرد پڑی غم خوارِ ہو
ہمدرد بڑی غم خوارِ ہے سعدیہ راشد
ساڈا مان تران تے پیار ہے سعدیہ راشد
ساڈا مان تران تے پیار ہے سعدیہ راشد

جچا جی اے رب ولوں دتا پئی دیندی اے
پڑھن پڑھان والے ماڑیاں نو ویندی اے
ٹٹے دلاں دے پئی جوڑے تار ہو
ٹٹے دلاں دے پئی جوڑے تار
ہے سعدیہ راشد
ساڈا مان تران تے پیار ہے سعدیہ راشد
ساڈا مان تران تے پیار ہے سعدیہ راشد
دکھی دلاں دا سکون قرار ہے سعدیہ راشد

## نونہالان کا شہیدِ پاکستان
## حکیم محمد سعید سے اظہارِ عقیدت
## (مشاعرہ)
## شہریار (نقیب محفل)

خدا سے ہم کو ملے حضرت حکیم سعید
حکیم عصر بنے حضرت حکیم سعید
برائے علم و عمل تھے جہاد میں مصروف
محاذ پر تھے ڈٹے حضرت حکیم سعید
وہ ان کے رخ پہ تبسم ، چمک نگاہوں کی
کہ تھے خلیق بڑے حضرت حکیم سعید
چراغ علم میں اپنا لہو جلاتے رہے
مثال شمع جلے حضرت حکیم سعید
فروغ علم و ہنر اور علم کی تخلیق
اسی لگن میں رہے حضرت حکیم سعید
حکیم ملت اسلامیہ کہیں ہم کو
ملے تھے قوم تجھے حضرت حکیم سعید

### محمد عمر

وہ نرم ہوا کا جھونکا تھا وہ پھولوں کی مہکار بھی تھا
ہر دل کا درد سمجھتا تھا ہر فرد سے اس کو پیار بھی تھا
ہر لمحہ اس کی باتوں سے یکجہتی کا اظہار بھی تھا
تھی باتیں پیار و محبت کی اور الفت کا پرچار بھی تھا
وہ عظمت کا اک پیکر تھا ہر کام میں اس کے عظمت تھی
آئینہ صفت ایک انساں تھا صاف اس کی ہمیشہ نیت تھی
مہتاب تھا وہ تاریکی میں ہر سمت اجالا پھیلایا
وہ حکمت کا مینار بھی تھا ، ہر شخص کو رستہ دکھلایا
دنیا میں اپنی عظمت کا ہر ایک سے لوہا منوایا ہر
ہر ایک نظر بس اس پہ پڑی مشکل کا کبھی جو وقت آیا
تھے اس کے عزم و یقیں محکم وہ موت سے کب گھبرایا تھا
خطرات ہزاروں راہ میں تھے خاطر میں انہیں کب لایا تھا

### غلام حذیفہ

اے حکیم عصر حاضر ، فتح یات علم و طب
تیری حکمت سے ہزاروں بار یاب علم و طب
طب اسلامی کا تھا تُو ایک اعلیٰ شاہکار
تیری ہر تجویز تھی ایک رحمت پروردگار
عالم افکار میں پرنور تھا تیرا مقام
تو بلا شک تھا فن طب کا زمانے میں امام
دکھ بھرے لوگوں کو اک پل میں ہنسا دیتا تھا تو
غمزدوں کو بستر غم سے اٹھا دیتا تھا تو
تیرے فن کی روشنی پھیلی ہوئی ہے دہر میں
تذکرہ تیرا ہے پاکستان کے ہر شہر میں
مدح کرتے ہیں تری ہر شہر میں سب خاص و عام
تا ابد تاریخ میں روشن رہے گا تیرا نام

دامن دنیا ترے جانے سے خالی ہو گیا
تو تو آغوش خداوندی میں جا کر سو گیا

### نورالٰہی

او دکھیاں دا دارو بنیا اچا سچا ایک طبیب
اوہدے ہتھ شفا دا نسخہ اوہدے سوہنے ہیں نصیب
ویلے دی اوہ نبض پچھانے
ویلے دا اوہ اک نقیب
ہر بندے نال جگری رشتہ
ہر بندے دا ایک حبیب
قلم دی حرمت پالن والا
ڈاہڈا سوہنا اک ادیب
ہونٹھاں اتوں موتی ڈل دے
ویلے دا اوہ اک خطیب
فضل الٰہی ہوے اس تے
ڈاہڈا نیڑے ہور قریب

### عفان خان

وہ علم و حکمت و دانائی کا حسیں پیکر
حیات خضر کی مانند جس کی دید شنید
سراپا اس کا شرافت کا آئینہ خانہ
قدامت ایسی کہ اپنائے جس کو دور جدید
صلوٰۃ تُو صوم کا کیا خوب ہی مرقع تھا
وہ جس کی دید سے ہوتی تھی عاشقوں کی عید
کھلا اسی سے ہے قفل مدینۃ الحکمہ
اسی کے ہاتھ رہی علم و آگہی کی کلید
ہے زینب نخت اگر سال اس کا ہجری میں
تو عیسوی میں ہے خوش رنگ تر حکیم سعید

## علی عباس (صدرِ محفل)

حافظ بھی تھے حکیم بھی تھے رہبر بھی تھے عالم بھی
تھے ادیب بھی تھے دیدہ ور بھی تھے
ہمدرد بھی وہ سب کے سبھی کا خیال تھا
ان کو بہت عزیز ہر اک نونہال تھا
وہ چاہتے تھے ملک میں تعلیم عام ہو
معقول تربیت کا بھی کچھ اہتمام ہو
محنت سے کام کرنے کی روشن مثال تھے
دنیا یہ کہہ رہی ہے بڑے باکمال تھے
پیارا تھا ان کو وقت کا ہر لمحہ اس قدر
جو کام بھی ہو کرتے تھے وہ ٹھیک وقت پر
نیکی کے جو عمل ہیں سدا چاہتے تھے وہ سب کے
بھلے میں اپنا بھلا چاہتے تھے وہ
زندہ ہیں نام پاک وطن کے شہید کا
یہ نام ہے حکیم محمد سعید کا

## تیسری سالانہ نونہال کانفرنس 2025ء
## موضوع: جاگو جگاؤ، پڑھو پڑھاؤ
## (قائدِ نونہال حکیم محمد سعید کی نونہالانِ وطن سے وابستہ اُمیدیں)

ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان زیرِ اہتمام نونہالانِ وطن کی تعلیم و تربیت اور شخصیت سازی کے عظیم مشن کو آگے بڑھاتے ہوئے 15 جنوری 2025ء بروز بدھ ہمدرد مرکز، مری روڈ راولپنڈی میں سالانہ نونہال کانفرنس کا شاندار انعقاد کیا گیا۔ یہ کانفرنس بانی ہمدرد قائدِ نونہال شہید حکیم محمد سعید کی ان اُمیدوں اور خوابوں کو اُجاگر کرنے کے لیے منعقد کی گئی جو انہوں نے پاکستان کے نونہالوں سے وابستہ کیے۔ اس سال کانفرنس کا موضوع ''قائدِ نونہال حکیم محمد سعید کی نونہالانِ وطن سے وابستہ اُمیدیں'' رکھا گیا، جو نہ صرف ان کی سوچ اور نظریے کا عکاس ہے، بلکہ آج کی نسل کو ایک بہتر، روشن اور باوقار پاکستان کی تعمیر میں اپنا کردار ادا کرنے کا پیغام بھی دیتا ہے۔

اس پُروقار تقریب میں ملک کے چاروں بڑے شہروں راولپنڈی/ اسلام آباد، لاہور، کراچی اور پشاور کے نونہال قائدین نے شرکت کی، جبکہ مقامی اسکولوں کے طلبہ و طالبات نے بھی بھرپور دلچسپی کا اظہار کیا۔

مہمانانِ خصوصی اور معزز شرکاء کی موجودگی نے اس اجلاس کو مزید اہمیت بخشی اور ماحول کو قومی جذبے علم دوستی اور قائدانہ صلاحیتوں کے فروغ کا مرکز بنا دیا۔

کانفرنس کا آغاز تلاوتِ کلام مجید سے ہوا۔ انوش (عائشہ لاثانی ماڈل اسکول، راولپنڈی) نے نہایت خوبصورتی سے پیش کی، جب کہ نعتِ رسول ﷺ عبدالرحمٰن (پاکستان نیشنل اسکول سسٹم، راولپنڈی) نے عقیدت و احترام سے پیش کی۔

تیسری نونہال کانفرنس میں صدر ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان اور قومی صدر ہمدرد نونہال اسمبلی محترمہ سعدیہ راشد صاحبہ نے خصوصی شرکت فرمائی۔ کانفرنس میں وفاقی محتسبِ اعلیٰ، محترم ڈاکٹر آصف محمود جاہ، بطور مہمانِ خصوصی شریک ہوئے، جبکہ چیئرمین تحریکِ جوانانِ پاکستان، محترم محمد عبداللہ گل، مہمانِ اعزازی کے طور پر مدعو تھے۔

اس موقع پر نونہال کانفرنس کے تمام زونز کے منتخب قائدین نے بھرپور شرکت کی۔ میزبانی کے فرائض لاہور سے عطیۃ الوکیل (اسپیکر) نے انجام دیے۔

دیگر قائدین میں علی منصور (قائدِ ایوان، لاہور)، شمیل تاج (قائدِ حزبِ اختلاف، لاہور)، سیدہ مریم فاطمہ (اسپیکر، کراچی)، عائشہ فواد (قائدِ ایوان، کراچی)، سید محمد شجاع (قائدِ حزبِ اختلاف، کراچی)، ایمان شہزاد (اسپیکر، پشاور)، ارج حسین (قائدِ ایوان، پشاور)، ایشمہ مسرور (قائدِ حزبِ اختلاف، پشاور)، ردا ندیم (اسپیکر، راولپنڈی/ اسلام آباد)، شعیرہ آصف (قائدِ ایوان، راولپنڈی/ اسلام آباد)، اور ثانیہ حمید (قائدِ حزبِ اختلاف، راولپنڈی/ اسلام آباد) شامل تھے۔

اس خصوصی کانفرنس میں ہمدرد پاکستان کے ذمے داران بھی شریک ہوئے جن میں محترم ابوطالب بھٹو (گروپ ڈائریکٹر ایڈمن و ایچ آر، ہمدرد پاکستان)، محترم سید محمد ارسلان (ڈائریکٹر پروگرامز اینڈ سی ایس آر، ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان)، محترم حیات محمد بھٹی (ڈپٹی ڈائریکٹر پروٹوکول، راولپنڈی/ اسلام آباد) محترم سید علی بخاری (ڈپٹی ڈائریکٹر پروگرامز، لاہور)، محترم خالد خان (منیجر ایڈمنسٹریشن، ہمدرد لیبارٹریز، وقف، پشاور) اور محترمہ ڈاکٹر ثناء غوری (سینئر منیجر پروگرامز اینڈ ایونٹس، ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان) شامل تھے۔

قومی صدر، ہمدرد نونہال اسمبلی پاکستان، محترمہ سعدیہ راشد صاحبہ نے نونہالوں کے لیے اپنے پیغام میں لکھا کہ عزیز نونہالو!

حکیم محمد سعید وہ عظیم شخصیت تھے جنہوں نے اپنی زندگی پاکستان کے نونہالوں کی تعلیم، تربیت اور ترقی

کے لیے وقف کر دی۔ ان کا قوی یقین تھا کہ بچے کسی بھی قوم کا سب سے قیمتی سرمایہ ہوتے ہیں اور ان کی درست رہنمائی ہی قوم کے روشن مستقبل کی ضمانت ہے۔ حکیم صاحب کی سب سے بڑی خواہش تھی کہ نونہالانِ وطن تعلیم یافتہ، اُصول پسند اور کردار کے مضبوط ہوں۔ ان کے نزدیک کتابی علم کے ساتھ ساتھ عملی زندگی کے چیلنجز کا سامنا کرنے کی صلاحیت بھی ضروری ہے۔ اسی مقصد کے لیے انہوں نے ہمدرد نونہال اسمبلی قائم کی تاکہ بچوں میں قائدانہ صلاحیتیں، نظم و ضبط اور خود اعتمادی پیدا ہو۔ حکیم محمد سعید چاہتے تھے کہ نونہال سچائی، ایمانداری، وقت کی پابندی اور حب الوطنی جیسے اوصاف اپنائیں۔ وہ ہمیشہ نونہالوں کو قائداعظم کے خواب کی تکمیل کا پیغام دیتے، تاکہ پاکستان ترقی یافتہ ممالک کی صف میں شامل ہو سکے۔ اس سال نونہال کانفرنس 2025ء کا موضوع ''قائدِ نونہال حکیم محمد سعید کی نونہالانِ وطن سے وابستہ اُمیدیں'' رکھا گیا ہے۔ یہ کانفرنس حکیم صاحب کو خراجِ تحسین پیش کرنے اور ان کے نظریات کو زندہ رکھنے کا ذریعہ ہے۔ کانفرنس میں راولپنڈی/اسلام آباد، لاہور، کراچی اور پشاور سے اسپیکر، قائدِ ایوان اور قائدِ حزبِ اختلاف بھی شرکت فرمائیں گے۔ میں آپ کو اس اہم کانفرنس میں شرکت کی دعوت دیتی ہوں۔

**محمد عبداللہ گل**

## حکیم سعید - ایک عہد ساز شخصیت کی یاد میں

ہمدرد کے پُر وقار ماحول میں، جہاں محترمہ سعدیہ راشد، آصف محمود جاہ صاحب اور دیگر اراکین ہمدرد نونہال اسمبلی پاکستان موجود ہیں۔ یہ لمحہ درحقیقت ایک اعزاز اور خراجِ تحسین کا متقاضی ہے۔

محترمہ سعدیہ راشد نہ صرف ایک باوقار خاتون ہیں بلکہ ان کا حوصلہ اور عزم کسی بھی بڑے رہنما سے کم نہیں۔ ایک خاتون ہو کر مشکل حالات کا سامنا کرنا، پاکستان کے کڑے امتحانات میں کامیاب ہونا اور سب سے بڑھ کر اپنے عظیم والد اور شہیدِ پاکستان حکیم محمد سعید کے مشن کو زندہ و تابندہ رکھنا کوئی آسان کام نہیں۔ یہ گویا کانٹوں کا تاج پہننے کے مترادف ہے۔

میں ان خوش نصیب لوگوں میں شامل ہوں جنہوں نے حکیم سعید کو نہ صرف دیکھا اور سنا، بلکہ ان کی شخصیت کو محسوس بھی کیا۔ گفتار اور کردار میں اللہ کی دلیل اگر کسی میں دیکھنی ہو تو حکیم محمد سعید اس کی روشن مثال تھے۔ وہ بڑے صابر و شاکر انسان تھے۔ دنیا میں بے شمار لوگ آتے ہیں جو صرف اپنے لیے جیتے ہیں، لیکن کچھ لوگ تاریخ میں اپنے پیچھے ایک نظریہ، ایک فکر اور ایک ادارہ قائم کر کے جاتے ہیں۔ حکیم سعید انہی میں سے ایک تھے۔

انہوں نے اپنی زندگی کردار سازی کے لیے وقف کر دی۔ سب سے پہلے اپنے اوپر، پھر اپنی اولاد پر ڈسپلن نافذ کیا۔ ان کے وقت کی پابندی اس درجے کی تھی کہ گھڑی کو ان کے معمولات سے ملایا جا سکتا تھا۔ صبر اور حق گوئی ان کی شخصیت کا بنیادی وصف تھا۔ وہ زندگی بھر حق بات کی تلقین کرتے رہے اور صبر کو اپنا شعار بنایا۔ اپنی بیٹی کے نام گھر کر دیا اور خود اسی گھر میں کرایہ دے کر رہتے رہے۔

سادگی اور قناعت کی یہ کیفیت تھی کہ پوری زندگی دو ہی شیروانیاں استعمال کیں اور خود دھو کر پہنتے رہے۔ ہمدرد دواخانے اور ادارے ان کی ملکیت میں ہونے کے باوجود، ذاتی زندگی میں انہوں نے کبھی نمود و نمائش کو قریب نہ آنے دیا۔ اپنے مریض کی نبض ہمیشہ باوضو ہو کر دیکھتے۔ یہ سب ان کی اعلیٰ ظرفی اور کردار کی عظمت کا ثبوت ہے۔

ان کے افکار میں قرآن، اقبال اور قائداعظم کے نظریات کی جھلک نمایاں تھی۔ انہوں نے ہمیشہ کہا کہ جاگو جگاؤ اور پڑھو پڑھاؤ۔ ان کا مطلب صرف آنکھ کھولنے سے نہیں، بلکہ شعور جگانے سے تھا۔ ان کا پیغام تھا کہ علم نافع حاصل کرو۔ وہ علم جو رب کے نام سے پڑھا جائے، جو فائدہ پہنچائے اور جو کردار سازی کرے۔

ان کی سادگی کا ایک واقعہ نہ بھلایا جا سکے گا۔ ایک بار حکیم صاحب میرے والد جنرل حمید گل کے پاس آئے۔ روزے سے تھے، مگر میزبان کو بتائے بغیر محفل میں شریک رہے۔ افطار کے وقت سکنجبین پیش کی گئی تو بغیر کسی اعتراض کے پی لی، حالانکہ اس میں محض لیموں کا رس تھا۔ یہ ان کی مہمان نوازی اور میزبان کے احترام کی اعلیٰ ترین مثال تھی۔

محترمہ سعدیہ راشد آج اپنے والد کے مشن کو اسی جذبے اور خلوص سے آگے بڑھا رہی ہیں۔ ہمدرد نونہال اسمبلی، میگزینز، یونی ورسٹی اور روح افزا جیسی خالص مصنوعات۔ یہ سب حکیم سعید کے وژن کا حصہ ہیں۔ ٹائم اسکوائر نیویارک پر روح افزا کا اشتہار

صرف ایک پروڈکٹ کی تشہیر نہیں، بلکہ پاکستان کی عزت کا علمبردار ہے۔

آج پاکستان کو اتحاد، اُمید اور محنت کی ضرورت ہے۔ یہ مایوسیوں کا نہیں، بلکہ کامیابیوں کا سفر ہے۔ فرق صرف نظر کا ہے۔ کچھ لوگ زمین کی دھول دیکھتے ہیں، کچھ آسمان کی وسعتیں۔ حکیم سعید کا شاہین ان وسعتوں کی طرف اُڑتا ہے، تعصب اور خودغرضی سے بالاتر ہوکر۔

حکیم سعید ہمارے دلوں میں زندہ ہیں۔ ان کے افکار، ان کا کردار اور ان کی خدمات ہمیشہ پاکستان اور دنیا بھر کے لیے مشعلِ راہ رہیں گی۔

لانگ لیو حکیم سعید، لانگ لیو ہمدرد

## ڈاکٹر آصف محمود جاہ
## حکیم سعید کے افکار، آج کی ضرورت

جو شمع حکیم محمد سعید نے جلائی، اسے اپنی تابناک روشنیوں کے ساتھ روشن رکھا ہوا ہے۔ یہ روشنی آج بھی معاشرے کو منور کر رہی ہے۔ محفل میں موجود عبداللہ گل صاحب جیسے باوقار مہمان کی موجودگی میں مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے ہم کسی عظیم شخصیت کے قرب میں بیٹھے ہوں۔ جب نونہالوں نے حکیم سعید کے افکار سنائے اور ان کے سنہرے اُصولوں کا ذکر کیا تو یوں لگا جیسے حکیم صاحب یہیں محترمہ سعدیہ راشد کے ساتھ تشریف فرما ہوں، ان پر شفقتیں نچھاور کررہے ہوں۔

ہماری نسل کے لوگ، جب جوان ہوئے تو نونہال رسالہ اور حکیم صاحب کی تحریروں کو پڑھ کر زندگی کے سفر پر نکلے۔ میں جب پرائمری اور پھر ہائی اسکول میں تھا تو حکیم صاحب کے مضامین پڑھ کر اندازہ ہوتا تھا کہ یہ کس قدر عظیم شخصیت ہیں اور کس اخلاص سے نئی نسل کی تربیت کر رہے ہیں۔ ان کی باتوں سے وطن کی محبت کی خوشبو آتی تھی۔ وہ سکھاتے تھے کہ وطن سے محبت کرو، کیوں کہ ملک ہے تو سب کچھ ہے۔

پاکستان کی بدولت ہمیں عزت اور پہچان ملی۔ میرے والد، جو 90 برس کی عمر میں گزشتہ برس وفات پاگئے، ہمیشہ یہی نصیحت کرتے تھے کہ جب ہم ہجرت کرکے پاکستان آئے تو نہ تعلیم تھی، نہ سرمایہ، لیکن اس کے باوجود پاکستان سے محبت ہمارے ایمان کا حصہ تھی۔ پاکستان کا قرض چکانا اور اس کی ترقی کے لیے کام کرنا ہم پر فرض ہے۔ یہی جذبہ حکیم صاحب میں بھی تھا، جو 1948 میں بے سروسامانی کے عالم میں پاکستان آئے اور یہاں ایک عظیم تعلیمی و تحقیقی سلطنت قائم کی۔ بیت الحکمہ، ہمدرد یونیورسٹی اور نونہال اسمبلی جیسے ادارے انھی کی کاوشوں کے ثمرات ہیں۔

محترمہ سعدیہ راشد کے مطابق نونہال اسمبلی 1985 سے مسلسل قائم ہے اور نئی نسل کی فکری و اخلاقی تربیت کا فریضہ انجام دے رہی ہے۔ آج کے حالات میں جب ملک سیاسی اور معاشی انتشار کا شکار ہے، حکیم صاحب کے افکار کی پہلے سے کہیں زیادہ ضرورت ہے۔ ہم نے ایک دوسرے سے بات کرنا چھوڑ دیا ہے۔ اختلاف کے باوجود مکالمہ اور افہام و تفہیم کا راستہ اپنانا ہوگا، کیوں کہ پاکستان میں بے شمار خوبیاں اور وسائل ہیں اور عوام میں خدمت اور قربانی کا جذبہ زندہ ہے۔ 2005 کے زلزلے سے لے کر آج تک جب بھی ملک پر کوئی آفت آئی، عوام نے بڑھ چڑھ کر خدمت کی۔ میں خود متاثرہ علاقوں میں جا کر کام کرتا رہا۔ چاہے تھرپارکر میں کنویں تعمیر کرنا ہوں یا سیلاب زدگان کو گھر بنوا کر دینا۔ یہی سبق حکیم صاحب نے دیا کہ وطن کی قدر پہچانو، کیوں کہ جن کا وطن نہیں ہوتا وہ بے بسی اور ذلت کی زندگی گزارتے ہیں۔ میں نے دنیا بھر کے مہاجر کیمپوں میں ایسے لوگوں کی حالت دیکھی ہے۔

حکیم صاحب کی زندگی کا اصل معیار، سیرتِ طیبہ ﷺ کی پیروی تھی۔ ان کا پاکیزہ طرزِ عمل یہ تھا کہ مریض کو بغیر وضو کے چیک نہ کرتے۔

ان کے افکار آج بھی زندہ ہیں اور ان پر عمل کرکے ہم قومی انتشار ختم کر سکتے ہیں۔ پاکستانی ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھ کر مسائل کا حل نکالیں، یہی ترقی کا راستہ ہے۔ ہمارے ادارے، خصوصاً وفاقی ٹیکس محتسب کا ادارہ، دنیا کے کئی بڑے اداروں سے بہتر انداز میں فوری اور یقینی انصاف فراہم کر رہا ہے۔ اس سال ہم نے تیرہ ہزار سے زائد کیسز نمٹائے اور صدرِ پاکستان کے پاس ہونے والی اپیلوں میں سے 90 فیصد میں ہمارے فیصلے برقرار رکھے گئے۔

حکیم صاحب کی خدمات کو قومی سطح پر تسلیم کیا جانا چاہیے۔ ان پر پی ایچ ڈی سطح کی تحقیق ہو اور یونیورسٹیوں میں ''حکیم محمد سعید چیئرز'' قائم کی جائے، تاکہ دنیا بھر میں ان کے افکار پر معیاری تحقیق ہو سکے۔

محترمہ سعدیہ راشد نے حکیم صاحب کی شہادت کے بعد اس شمع کو نہ صرف روشن رکھا، بلکہ اسے مزید

جلابخشی۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحت و توانائی دے کہ یہ مشن جاری رکھ سکیں۔

یہ پیغام آج کے نونہالوں کے لیے ہے کہ محنت کو اپنا شعار بنائیں۔ ٹاپ کی جگہ ہمیشہ خالی ہوتی ہے اور جو محنت کرے وہی اس پر پہنچتا ہے۔ آپ ہی میں سے کوئی کل وفاقی محتسبِ اعلیٰ ہوگا، کوئی اسپیکر قومی اسمبلی یا چیئر مین سینیٹ بنے گا، کوئی ڈاکٹر یا انجینئر بن کر ملک کی قیادت سنبھالے گا۔ حکیم صاحب کے افکار کو مشعلِ راہ بنائیں، ان پر عمل کریں، یہی کامیابی کا راستہ ہے۔

میں محترمہ سعدیہ راشد، علی بخاری صاحب، عبداللہ گل صاحب اور تمام حاضرین کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ مجھے اس بابرکت محفل میں شریک ہونے کا موقع دیا۔

جزاکم اللہ خیر۔

## سعدیہ راشد، صدر ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان

مہمانِ خصوصی: محترم ڈاکٹر آصف محمود جاہ صاحب اور محترم محمد عبداللہ گل، معزز خواتین و حضرات اساتذہ کرام، عزیز نونہالو اور نوجوانو! السلام علیکم!

حکیم محمد سعید نے اپنی پوری زندگی نونہالوں کی تعلیم، تربیت اور پاکستان کے مستقبل کی تعمیر کے لیے وقف کردی۔ حکیم محمد سعید، شہیدِ وطن اور ہمارے دلوں کے قائدِ نونہال، وہ شخصیت ہیں جن کی فکر اور خدمات نے پاکستان کی نسلوں پر انمٹ نقوش چھوڑے۔ ان کی زندگی ایک مشعلِ راہ ہے اور ان کے خواب ہمارے لیے منزل کا تعین کرتے ہیں۔ حکیم محمد سعید کا ماننا تھا کہ بچے کسی بھی قوم کا سب سے بڑا سرمایہ ہیں۔ وہ یقین رکھتے تھے کہ ایک مضبوط، تعلیم یافتہ اور اخلاقی طور پر تربیت یافتہ نسل ہی پاکستان کو ترقی کی بلندیوں پر پہنچا سکتی ہے۔ وہ نونہالوں کو صرف خواب دیکھنے کی نہیں، بلکہ ان خوابوں کو حقیقت میں بدلنے کی ترغیب دیتے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ نونہالانِ وطن وہ بنیاد ہیں جس پر پاکستان کے روشن مستقبل کی عمارت کھڑی ہوگی۔ حکیم صاحب کا بچوں سے عشق کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ ان کی تحریریں، ان کے تعلیمی منصوبے اور ان کی خدمات اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ وہ ہر بچے میں ایک لیڈر، ایک معمار اور ایک خادمِ وطن دیکھنا چاہتے تھے۔ وہ نونہالوں سے امید رکھتے تھے کہ وہ علم کی روشنی حاصل کریں گے، اخلاقی اقدار کو اپنائیں گے اور اپنی زندگی کو پاکستان کی خدمت کے لیے وقف کریں گے۔ انہوں نے ہمیشہ بچوں کو نصیحت کی کہ وقت کی قدر کریں۔ وہ کہتے تھے کہ زندگی میں کامیابی انہی کو ملتی ہے جو وقت کا صحیح استعمال کرنا جانتے ہیں۔ ان کا مشہور قول تھا:

محنت کرو، ایمانداری سے کام لو اور ہمیشہ سچائی کا ساتھ دو۔ یہ الفاظ ہمیں زندگی میں کامیابی کے اُصول سکھاتے ہیں اور ایک بہتر انسان بننے کی ترغیب دیتے ہیں۔ حکیم صاحب کا ایک اور خواب یہ تھا کہ ہر بچہ تعلیم یافتہ ہو، لیکن ان کے نزدیک تعلیم صرف کتابی علم نہیں۔ وہ چاہتے تھے کہ بچے ایسی تعلیم حاصل کریں جو ان کے کردار کو سنوارے، ان کی سوچ کو وسیع کرے اور انہیں معاشرے کا ایک ذمے دار فرد بنائے۔ حکیم صاحب کے بقول، علم کے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کرسکتی اور اخلاقی تربیت کے بغیر علم بھی ادھورا رہتا ہے۔

عزیز نونہالو! حکیم محمد سعید کی سب سے بڑی خواہش یہ تھی کہ آپ وہ نسل بنیں جو پاکستان کو دنیا کے ترقی یافتہ ممالک کی صف میں کھڑا کرے۔ وہ چاہتے تھے کہ آپ خود اعتماد بنیں، وقت کی قدر کریں اور اپنی صلاحیتوں کو اپنے وطن کے لیے وقف کریں۔ انہوں نے ہمیں یہ سکھایا کہ تعلیم ایک ہتھیار ہے، جو نہ صرف ہمیں کامیاب بناتا ہے، بلکہ ہمارے ملک کو بھی ترقی کی راہ پر گامزن کرتا ہے۔ حکیم صاحب کی خدمات کو دیکھیں تو ان کی محنت کا سب سے بڑا مظہر ''نونہال رسالہ'' ہے، جو نہ صرف بچوں کی علمی تربیت کرتا ہے، بلکہ ان کے اخلاقی اور ذہنی ارتقاء میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اسی طرح نونہال اسمبلی، جو حکیم صاحب نے 1985ء میں قائم کی، بچوں کے لیے ایک ایسا پلیٹ فارم ہے جہاں وہ اپنی قائدانہ صلاحیتوں کو نکھار سکتے ہیں۔

عزیز نونہالو! حکیم محمد سعید کی تعلیمات ہمیں یہ سکھاتی ہیں کہ کامیابی کے لیے محنت، ایمانداری اور خدمتِ خلق لازم ہیں۔ وہ چاہتے تھے کہ ہم تعلیم کو اپنی اولین ترجیح بنائیں، وقت کی قدر کریں اور اپنے کردار کو بہتر بنائیں۔ وہ اس بات پر زور دیتے تھے کہ ایک مضبوط قوم کے لیے مضبوط افراد کا ہونا ضروری ہے اور یہ مضبوطی علم، اخلاق اور محنت سے حاصل ہوتی ہے۔

آج ہم سب پر یہ ذمے داری عائد ہوتی ہے کہ ہم حکیم صاحب کے خوابوں کو حقیقت میں بدلیں۔ ہم تعلیم حاصل کریں، دوسروں کو سکھائیں اور اپنے ملک کی ترقی میں اپنا کردار ادا کریں۔ آیئے آج کے دن

یہ عہد کریں کہ ہم حکیم صاحب کی تعلیمات کو اپنی زندگی کا حصہ بنائیں گے اور ان کے مشن کو آگے بڑھائیں گے۔ آپ ہی وہ روشنی ہیں جس سے پاکستان کا مستقبل روشن ہوگا۔ آپ کے خواب، آپ کی محنت اور آپ کا کردار ہمارے وطن کے لیے اُمید کی کرن ہے۔ شکریہ

**سیدہ مریم فاطمہ**
**اسپیکر، ہمدرد نونہال اسمبلی، ہمدرد پبلک اسکول، کراچی**

شہیدِ پاکستان حکیم محمد سعید ایک ایسی ہمہ جہت شخصیت تھے جنہیں پاکستان سے صرف محبت نہیں، بلکہ عشق تھا وہ 1948ء میں بے سروسامانی کی حالت میں پاکستان آئے اور تعمیرِ پاکستان کا مصمم ارادہ کرلیا۔ انھوں نے اپنی ذات کے لیے کچھ نہیں بنایا، بلکہ اپنا سب کچھ قوم کے نام وقف کردیا، مدینۃ الحکمہ، جس کا خواب انھوں نے مقامِ ابراہیم پر بیٹھ کر دیکھا تھا۔ اسے حقیقت میں تبدیل کر دکھایا۔ حکیم محمد سعید کا مرنا جینا پاکستان کے لیے تھا اور انھیں نونہالانِ پاکستان سے بہت محبت تھی اور آج کی یہ اسمبلی اس بات کا بیّن ثبوت ہے۔

قائدِ نونہال پاکستان کے ہر نونہال کو ترقی کرتا دیکھنا چاہتے تھے۔ ان کا کہنا تھا ''نونہالوں سے اُمیدیں وابستہ رکھنا انسانیت کی ترقی کا اصل راز ہے ان کی بہترین تعلیم و تربیت ہی روشن مستقبل کا ضامن ہے۔ نئی نسل پر توجہ دینا اور ان کی صلاحیتوں کو اُبھارنا ہر قوم کے لیے ضروری ہے۔'' انھوں نے نونہالوں سے بہت سی اُمیدیں وابستہ کر رکھی تھیں۔ وہ کہتے تھے کہ نونہال قوم کے مستقبل کا آسرا ہیں اس لیے انہیں تعلیم و تربیت اور محبت سے ایسے سنوارو کہ یہ قوم کے لیڈر بن سکیں۔ نئی نسل کا صحیح راستے پر چلنا انہیں تعلیم و تربیت دینا اور ان پر بھروسہ کرنا ایک بہترین مستقبل کا ذریعہ ہے۔ ان کا ایمان تھا کہ قوم کی ترقی میں نونہالوں اور نوجوانوں کا مرکزی کردار ہوتا ہے، کیوں کہ ان میں نئے خواب بننے اور ان کو پورا کرنے کا جذبہ، صلاحیت اور قوت موجود ہوتی ہے۔ اگر کسی قوم کے نوجوان تعلیم یافتہ ہیں، باشعور ہیں اور اپنے فرائض اور ذمے داریوں کو جانتے ہیں تو ایسی قوم کا مستقبل محفوظ ہاتھوں میں ہے اور روشن ہے۔

شہیدِ پاکستان حکیم محمد سعید کی نظر میں ملک و قوم کی ترقی ایک تعلیم یافتہ انسان کی سوچ اور ذہانت پر مبنی ہے ایک شہری جتنا تعلیم یافتہ ہوگا وہ اتنے ہی اچھے طریقے سے ملک کی تعمیر و ترقی کے لیے کام کرتے ہوئے بہتر سے بہتر ذرائع کو استعمال میں لائے گا۔ اسی لیے شہیدِ پاکستان اپنے وطن کے نونہالوں کو جدید تعلیم سے آراستہ دیکھنا چاہتے تھے، تاکہ ملک صحیح معنوں میں پسماندگی سے باہر نکلے۔ ان کی نظر میں نونہال ہی قومی تہذیب اور ثقافت کے پاسبان ہوتے ہیں۔ اگر وہ اچھی تعلیم حاصل کریں تو وہ نہ صرف اپنے آج کو سدھاریں گے، بلکہ اپنے بعد کی نسل کو بھی اچھا مستقبل دے سکیں گے۔ آیئے آج ہم اس بات کا عزم کریں کہ جیسا پاکستان اور جیسے نونہال، شہیدِ پاکستان حکیم محمد سعید چاہتے تھے ایسا ہی پاکستان بنائیں اور ایسے ہی نونہال ہم بن جائیں۔ میں اپنی تقریر کے اختتام پر حکیم محمد سعید کو یوں خراجِ تحسین پیش کرنا چاہوں گی۔

اے شہیدِ وطن
تیرا کامل عزم ، تیرے نقش قدم
ایک جرس بن گئے کارواں کارواں
اے شہیدِ وطن
تیرا ہمدرد دل ، تیرا پیہم عمل
بن گئے عشق کی منزلوں کا نشاں
اے شہیدِ وطن

**عائشہ فواد**
**قائدِ ایوان، ہمدرد نونہال اسمبلی،**
**ہمدرد پبلک اسکول، کراچی**

انسان کی فطرت ہے کہ وہ اپنے بچوں سے محبت کرتا ہے ان کی بھلائی کے لیے دن رات کوشاں رہتا ہے، مگر محبت جب اپنی بلندیوں کو چھوتی ہے تو پھر اس کے جلوے بھی ایک شان رکھتے ہیں۔ نونہال سے محبت جب بے کراں ہوتی ہے تو انسان کو ہر بچے سے محبت ہوجاتی ہے ایسے انسان کو ہر بچہ اپنا بچہ نظر آنے لگتا ہے، یہ محبت کی عظمت ہے۔

یہ الفاظ اس عظیم شخصیت کے ہیں جس کی نونہالوں سے محبت ضرب المثل ہے۔ وہ اکثر نونہالوں کے درمیان بیٹھ کر کہا کرتے تھے ''بچے میری فوج ہیں۔'' انھی بچوں کے لیے 1953 سے رسالہ ہمدرد نونہال نکالتے چلے آئے اور خود 34 سفرنامے بچوں کے لیے تحریر کیے۔ وہ بچوں کو اپنے ہمراہ دیگر ممالک کی سیر کو بھی لے جاتے تھے۔ حکیم محمد سعید شہید کو ملک و قوم کی بڑی فکر تھی وہ عوام کی اخلاقی حالت دیکھ کر پریشان تو ہوتے تھے، مگر نا اُمید نہیں ہوتے تھے۔ مایوسی ان کی

سرشت میں تھی ہی نہیں۔اپنے بارے میں وہ کہتے تھے: ''میں نے اپنے نام سعید میں سے ''دال'' نکال دیا ہے اور اب میں سعی ہوں، سعیٔ مسلسل۔''

حکیم صاحب کا یہ یقینِ واثق تھا کہ اگر ہم نونہالوں کی اچھی تعلیم و تربیت کریں تو نونہال بہت ترقی کر سکتے ہیں اور ملک کی قسمت پلٹ سکتے ہیں۔اس لیے انھوں نے بچوں کی تربیت اور ان کی مجلسی صلاحیتوں کو پروان چڑھانے کے لیے 1985 میں بزمِ ہمدرد نونہال قائم کی جسے 1995 میں ہمدرد نونہال اسمبلی کی شکل دے دی گئی۔حکیم صاحب اس اسمبلی میں باقاعدگی سے شریک ہوتے تھے اور بچوں کی تقاریر سن کر زوردار تالیاں بجا کر داد دیتے تھے۔وہ کہتے تھے کہ نونہال ملک و قوم کی دولت ہوتے ہیں، وہی ملک و قوم کے لیڈر اور معمار ہوتے ہیں۔وہی ملک کی پرانی نسل کے جانشین ہیں اس لیے نونہال تعلیم حاصل کرنے اور اپنا علم بڑھانے میں جتنی بھی محنت کریں، کم ہے، کیوں کہ حصولِ علم ہی دنیا اور آخرت کو سنوارنے کا ذریعہ ہے۔وہ چاہتے تھے کہ نونہال تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے اخلاق و کردار و عادات کو اچھا بنائیں، دوسروں کے کام آئیں۔اپنے وقت کو مفید کاموں میں استعمال کریں۔حکیم صاحب اُمید رکھتے تھے کہ نونہال علم حاصل کر کے دنیا میں امن اور رواداری کو فروغ دیں گے۔تعصب اور نفرت کو ختم کر دیں گے اور ہمدردی کے جذبے کو فروغ دیں گے۔وہ نونہالوں سے کہتے تھے کہ ہم نے جس محبت سے پاکستان بنایا تھا نونہال اسی طرح پاکستان سے محبت کریں اور پاکستان کی تعمیر کریں۔

اب ہم سب کا فرض ہے کہ قائدِ نونہال کی اُمیدوں اور توقعات کو پورا کرنے کی کوشش کریں۔

غلافِ چشم میں رکھا ہوا ہے خواب کوئی
سجا گیا ہے چراغوں سے شہرِ آب کوئی
غموں کی دھوپ میں سائے کی طرح ساتھ رہا
بنا گیا مجھے چھو کر درِ نایاب کوئی

سید محمد شجاع
قائدِ حزبِ اختلاف، ہمدرد نونہال اسمبلی،
ہمدرد پبلک اسکول، کراچی

حکیم محمد سعید شہید جیسی بے مثال ہستیوں کا جنم صدیوں بعد ہوتا ہے۔ان کی زندگی کا صرف ایک ہی مقصد تھا ''انسانیت کی خدمت۔'' اسی لیے انھوں نے پاکستان میں ہمدرد کی بنیاد رکھی خاص طور پر وہ نونہالانِ وطن کی فوز و فلاح کے جذبے سے سرشار تھے وہ خود ایک جگہ فرماتے ہیں:

''میں پاکستان کے ہر نوجوان کو بلند اخلاق دیکھنا چاہتا ہوں۔میں چاہتا ہوں کہ ہر نونہالِ وطن، تعلیم اور عالم کا احترام کرے، ایک دوسرے سے محبت کرے اور نرم آواز سے بات کرے، زمین پر آہستہ چلے اور ہمیشہ سچ بولے، جھوٹ سے سخت نفرت کرے اور پاکستان سے محبت کرے اور تعمیرِ پاکستان کے لیے محنت کرے، وقت کا سخت پابند ہو اور وقت کو امانت سمجھ کر اس کا صحیح استعمال کرے۔''

حکیم صاحب کے ان الفاظ سے واضح طور پر پتہ چلتا ہے کہ وہ نونہالانِ وطن سے کیا اُمیدیں رکھتے تھے۔ انہی آرزوؤں کی بارآوری کے لیے انھوں نے شہرِ علم و حکمت بسایا جس میں اعلیٰ درسگاہیں قائم کیں، تاکہ نونہالوں کو کردار کے اعلیٰ سانچے میں ڈھال سکیں۔

حکیم صاحب معمارانِ وطن کے درمیان انتہائی ہشاش بشاش رہتے تھے، کیوں کہ ان نونہالوں میں انہیں کئی حکیم سعید نظر آتے تھے۔انھوں نے سیاست سے لے کر سائنس، طب اور اخلاقیات غرض ہر شعبے میں نونہالوں کی رہنمائی کی اور نہایت بھرپور طریقے سے بچوں کی مکمل اخلاقی تربیت کی۔انہیں قوی اُمید تھی کہ ان کے یہ نونہال جب عملی زندگی میں قدم رکھیں گے تو یقیناً ملکی حالات میں نمایاں بہتری پیدا کریں گے اور ہم متحد اور مستحکم ہو کر خطے کی ایک بڑی قوت بن کر اُبھریں گے۔ 9 جنوری 1998ء کو اپنے یومِ پیدائش پر نونہالوں کے نام پیغام میں انھوں نے فرمایا:

''میرے محترم نونہالوں اور نوجوانو! میں آپ پر فخر کرتا ہوں کہ آپ مستقبل کے معمار ہیں۔آپ کا اصل کام اپنی تعلیم پر مکمل توجہ رکھنا، فلاحی اور تعمیری کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا، اپنی ذات اور اپنے ملک و مٹی سے وفاداری رکھنا، اپنی صفوں میں اتحاد اور مضبوطی قائم رکھنا، وقت کی پابندی کا خاص خیال رکھنا، اُصول پسندی پر قائم رہنا، اچھے انسانوں کا احترام کرنا اور بُرے انسانوں سے بچنا ہے، تاکہ کوئی آپ کو گمراہ نہ کر سکے۔آپ کسی معاملے میں مایوس نہ ہوں، بلکہ حوصلے اور ہمت سے کام لے کر اپنی صلاحیتوں کو زیادہ سے زیادہ نمایاں کریں اور جس اچھے کام کو

شروع کریں اس کو انتہا تک پہنچا کر دم لیں، تا کہ آپ کے معیارِ زندگی کا حسن مزید نکھر جائے۔'' اس پیغام میں انہوں نے نونہالوں سے وابستہ اپنی تمام اُمیدوں کو سمو دیا ہے۔ اب ہم نوجوانوں کا فرض ہے کہ ہم اپنے محسن کے ارمانوں کی تکمیل کریں اور شہیدِ پاکستان کے فرمودات کو مشعلِ راہ بنا کر گم کردہ راہ کو تلاش کرنے کی کوشش کریں۔

**ایمان شہزاد**
**اسپیکر، ہمدرد نونہال اسمبلی،**
**الفیصل ماڈل ہائی اسکول، پشاور**

میں آج کی اس نونہال کانفرنس کے ذریعے محترمہ سعدیہ راشد صاحبہ کو بھی خراجِ تحسین پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے شہیدِ پاکستان کے قائم کردہ اس ادارے کو نہ صرف زندہ رکھا، بلکہ اس کو مزید توانائی بخشی اور یہ اسمبلی نوجوان نسل کی کردار سازی میں آج بھی ایک عظیم الشان کردار ادا کر رہی ہے۔

شہید حکیم محمد سعید بلاشبہ ایک ہمہ جہت، عہد آفریں اور تاریخ ساز شخصیت تھے۔ جوانی میں ہی وہ اپنا آبائی پیشہ اور کاروبار یعنی طبِ مشرق کی ترقی کا جما جمایا کاروبار چھوڑ کر خالی ہاتھ اس نوزائیدہ مملکت کی آبیاری کے لیے پاکستان تشریف لے آئے۔ انہوں نے یہاں بھی ادارہ ہمدرد کی بنیاد رکھی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے یہ ادارہ طب، تعلیم، ادب، سائنس اور انسانی وسائل کی ترقی اور انسانیت کی خدمت اور فلاح و بہبود کا پاکستان میں سب سے عظیم ادارہ شمار ہونے لگا۔ شہیدِ پاکستان نے مشرقی طب یعنی طبِ یونانی سے خدمات کا آغاز کیا، مگر جلد ہی انہوں نے اپنی خدمات کا دائرہ تعلیم اور علم و ادب کے فروغ کے لیے وقف کر دیا۔ انہوں نے کراچی کے لق و دق صحرا میں مدینۃ الحکمت کا ادارہ قائم کیا جو آج علم و ادب، سائنس اور ٹیکنالوجی کا ایک ہرا بھرا شہر بن چکا ہے اور ہمدرد شوریٰ اور ہمدرد نونہال اسمبلی کے ذریعے اس کی روشنی وطنِ عزیز کے گوشے گوشے میں پھیل چکی ہے۔ ہمدرد شوریٰ پاکستان اور ہمدرد نونہال اسمبلی پاکستان کے اجلاس پشاور کے علاوہ ملک کے تین مرکزی شہروں، لاہور، کراچی اور راولپنڈی میں باقاعدگی سے ہوتے ہیں اور ان میں مختلف ملکی اور بین الاقوامی موضوعات پر دانشور اور اہلِ الرائے حضرات اپنی آراء پیش کرتے ہیں۔

ماہنامہ ایجوکیٹرز پشاور کو دیے گئے ایک انٹرویو میں شہیدِ پاکستان ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں ''پرائمری تعلیم ہر نونہال تک پہنچا دینا از بس ضروری ہے اور اس تعلیم کا نصاب ایسا بنانا چاہیے کہ جو آج کے نونہال کو کل کا دیانت دار شہری بنانا سکھا دے۔ آج کے سترملین نونہال جب اخلاق و کردار سے آراستہ کر دیے جائیں گے تو کل کا پاکستانی اپنا سر فخر سے بلند کرے گا۔ اسی انٹرویو میں ایک اور سوال کے جواب میں فرماتے ہیں، زندہ اقوام اپنے منصوبہ ہائے مِلی میں اولیت اپنے نونہالانِ وطن کو دیتے ہیں۔ ہم بذریعہ نونہال اسمبلی آج کے نونہال کو کل کا دیانت دار رہنما بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ کوشش جو آج ہو رہی ہے کل انشاء اللہ تعالیٰ دیانت دار ایماندار اور صداقت شعار سیاست و قیادت کو جنم دے گی۔ میں سمجھتی ہوں کہ کل کا نونہال آج باشعور ہو چکا ہے۔

**ارج حسین**
**قائدِ ایوان، ہمدرد نونہال اسمبلی،**
**فرنٹیئر ماڈل اسکول اینڈ گرلز کالج، پشاور**

رہبرِ نونہالان پاکستان حکیم محمد سعید شہید کا نام آتے ہی ذہن میں جذبہ حب الوطنی، ہمدردی، خود اعتمادی، فرض شناسی، احترامِ انسانیت جیسے لفظ اُبھرتے ہیں۔ حکیم صاحب نے ہمدردی کی جو مالا پروئی ہے ہر نونہال اس مالا کے موتی ہیں اور اس مالا کے تمام موتی آب و تاب سے چمکتے رہے ہیں۔ اس وطنِ عزیز سے جھوٹ، حسد اور بغض کا خاتمہ کرنا ہم سب نونہالانِ پاکستان کا اولین فریضہ ہے، جو کہ حکیم محمد سعید شہید کی ہم سے اُمید تھی۔ 9 جنوری ہم پاکستانی نونہالوں کا قومی دن ہے، جسے سرکاری طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔ حکیم صاحب کو نونہالوں کی تعلیم و تربیت کی خاطر بہت سے کام کیے۔ اس غرض سے آپ نے ہمدرد نونہال اسمبلی کے نام سے ایک پلیٹ فارم دیا اور اس کا بنیادی مقصد نونہالوں میں موجود صلاحیتوں کو اُجاگر کرنا ہے۔ حکیم صاحب کی زندگی پر سرسری نظر دوڑائے۔ حکیم صاحب صرف 19 سال کی عمر میں ایک مکمل حکیم بن گئے تھے اور آپ نے اپنی زندگی میں مریضوں کا مفت معائنہ کیا۔ آپ پہلے پاکستانی طبیب تھے جو صدرِ پاکستان کے مشیرِ طب تھے اور یہ عہدہ پاکستان وزیر کے برابر تھا۔ زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے خواہ وہ امراء ہو یا غرباء نے

آپ کے دستِ شفاء سے فیض اُٹھایا ہے۔یہی وجہ ہے کہ حکیم صاحب نے پوری زندگی نونہالوں اور نوجوانوں پرزور دیا کہ وہ روزانہ ایک اچھا کام ضرور کریں اور وہ اچھا کام دوسروں کے کام آنا ہے۔حکیم صاحب نونہالوں کے دوست،خودی کے علمبردار تھے۔ آپ نے پوری زندگی اس جذبے کا پرچار کیا۔ہر دور کے نوجوانوں اور نونہالوں نے اس جذبہ ہمدردی کے علم کو بلند رکھا ہے۔حکیم صاحب کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا نونہال اپنی خوش نصیبی سمجھتے ہیں۔اسی میں ہماری ذاتی و قومی بقاء کا راز بھی پوشیدہ ہے۔اگر آج ہم نونہال اس گھڑی میں اپنی آنکھیں نہ کھولیں گے تو پھر ہمیشہ کے لیے ہماری آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا جائے گا اور دشمنانِ پاکستان اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے۔جو کہ حکیم سعید شہید کبھی نہیں چاہتے تھے۔

آج ہم نونہالانِ پاکستان اپنے شہیدِ پاکستان حکیم محمد سعید سے عہد کرتے ہیں کہ ہم جاگو اور جگاؤ اور خدمتِ خلق کی عملی تصویر بنیں گے۔

**ایشمہ مسرور**
**قائدِ حزبِ اختلاف، ہمدرد نونہال اسمبلی،**
**فاروڈ ہائی اسکول، پشاور**

حکیم محمد سعید اُن عظیم ہستیوں میں سے ایک ہے جنھوں نے پاکستان کی سماجی تعلیمی رفاعی اور ثقافتی ترقی کے لیے اپنی پوری زندگی وقف کر دی۔وہ ایک سچے محبِّ وطن تھے۔حکیم محمد سعید شہید 9 جنوری 1920 کو دہلی کے ایک مذہبی گھرانے میں پیدا ہوئے 1948 میں پاکستان ہجرت کی وہ ایک نامور طبیب،قابل مصنف، ماہر صنعت کار اور کامیاب سیاستدان تھے۔

حکیم محمد سعید شہید نے طب یونانی کو فروغ دیا، جدید طریقے علاج کو عوامی سطح پر مقبول کیا، پاکستان کی خدمت کے غرض سے ہمدرد لیبارٹریز (وقف) پاکستان، کے ذریعے معیاری اور مستند ادویات تیار کیں، جو آج ایک بین الاقوامی شہرت یافتہ ادارہ ہے۔حکیم محمد سعید کا ایک اور نمایاں کارنامہ جسے پاکستان کی تاریخ میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا وہ ہے، ہمدرد فاؤنڈیشن کا قیام، جس کے ذریعے ضرورت مندوں کی مدد کی جاتی ہے۔

حکیم محمد سعید نے 1991 میں ہمدرد یونیورسٹی کی بنیاد رکھی جو پاکستان کے نمایاں تعلیمی اداروں میں شمار ہوتی ہے۔ وہ ایک قابل مصنف تھے جنھوں نے سینکڑوں کے تعداد میں کتابیں لکھی، جو کہ طب، فلسفہ، تاریخ، ادب، تعلیم اور اسلام کے موضوعات پر مشتمل ہے۔ان کی تحریریں اور کتابیں علم و ادب کے خزانے کی حیثیت رکھتی ہے۔جو نہ صرف تعلیمی حلقوں میں بلکہ عوامی سطح پر بھی مقبول ہوئیں۔نونہالوں کے مستقبل کو تابناک بنانے اور ان کو زندگی کے مختلف پہلوؤں سے آگاہی دینے کے لیے نونہال کا شعبہ قائم کیا جس کے تحت کہانی و معلومات کتب اور سفر نامہ کی صورت میں بچوں کے بہترین ادب کا ذخیرہ سامنے آیا۔ہمدرد نونہال رسالہ پابندی اور باقاعدگی سے جاری ہیں۔

گلدستہ بہار ہے ہمدرد نونہال
خوشبو لالہ زار ہے ہمدرد نونہال

حکیم محمد سعید کا ایک ہی نعرہ تھا: ''جاگو جگاؤ پاکستان سے محبت کرو، پاکستان کی تعمیر کرو اور ان کا کہنا تھا کہ میں قوم کے نونہالوں کے لیے ایسا انتظام کروں گا کہ ہماری آئندہ نسلیں باکردار اچھے اخلاق کی حامل علم حاصل کرنے کے شوقین اور جذبہ حب الوطن سے سرشار ہوں تا کہ وہ اُمتِ مسلمہ کے لیے مثال بنے حکیم محمد سعید چاہتے تھے کہ بچے بڑا ہونے کی کوشش کریں۔ان کا قول تھا کہ بچوں کو بڑا بنا دو پاکستان خود بخود بڑا بن جائے گا بچے اسی صورت میں بڑے بن سکتے ہیں جب انہیں اچھی اور معیاری تعلیم دی جائے اور ان کی صحت اور تندرستی کا پورا خیال رکھا جائے اگر ان کے اسی نسخے پر عمل کیا جائے تو ایک نسل کے بعد پاکستانی قوم ترقی یافتہ قوموں کی صف میں شامل ہو سکتی ہیں ہمدرد نونہال کے ذریعے پاکیزہ، سبق آموز۔

حکیم محمد سعید 1993 میں سندھ کے گورنر کے طور پر بھی خدمات سرانجام دیتے رہے ان تمام خدمات کے اعتراف میں حکومت پاکستان نے ان کو اعلیٰ سول اعزاز نشانِ امتیاز سے بھی نوازا ہے۔حکیم محمد سعید کی اعلیٰ خدمات پر ہم سب کو فخر ہے اور ان کے اس مشن کو ہم نونہال آگے لے کر جائیں گے۔حکیم محمد سعید کی زندگی سے ہمیں یہ پیغام ملتا ہے کہ ہمیں ان کی طرح ایک عظیم اور ہمدرد انسان بننا چاہیے، تا کہ خلوص دل سے ملک اور قوم کی خدمت کریں، ملک کا نام روشن کریں، کیوں کہ ہم بچوں سے اُن کو یہی اُمید تھی۔ہم نونہال حکیم محمد سعید شہید کے اس مشن کو آگے لے کر جائیں گے، مگر افسوس صد افسوس آج کل کے نونہالان اپنی تہذیب اور ثقافت سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔اپنا

قیمتی وقت موبائل انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا دیکھنے پر ضائع کررہے ہیں۔ ہم میں وہ نظم وضبط، اتحاد واتفاق نہیں۔ تعلیم حاصل کرنے کا جذبہ نہیں۔ ہم میں محبت، احساس، ذمے داری، اخوت۔ ہمدردی، صبر، شجاعت، صداقت، امانت اور انصاف جیسے اوصاف ناپید ہوچکے ہے۔

الحمدللہ ہمدرد نونہال اسمبلی میں حصہ لینے والے اور رسالہ نونہال پڑھنے والے نونہالان آج عوام کی نمائندگی اور قیادت کے مناصب پر فائض ہیں اور ملک ان سے بہترین توقعات رکھتا ہے۔ یہ سلسلہ ادارہ ہمدرد کی روح رواں محترمہ سعدیہ راشد صاحبہ کی زیر نگرانی اب بھی جاری ہے اور انشاءاللہ جاری رہے گا۔

**ردا ندیم**

**اسپیکر، ہمدرد نونہال اسمبلی، سٹی انگلش اسکول سسٹم، راولپنڈی/ اسلام آباد**

علم حقیقتاً ایک ایسی قوت ہے، جو دنیا کی تمام تر قوتوں سے افضل ہے اور جس کے زوال کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ قدرت کے سربستہ رازوں کا انکشاف علم ہی کی بدولت ہوا۔ علم کی وجہ سے دنیا کی تمام وسعتیں آج کے انسان کے سامنے سمٹ گئیں ہیں۔ دوریاں قربتوں میں بدل گئیں ہیں۔ علم ہی دراصل انسان کی صلاحیتوں کو جلا بخشتا ہے۔ علم ایک ایسا نور ہے جس سے جہالت اور گمراہی کی تاریکیاں دور ہوجاتی ہیں۔ علم سے انسان کی چشمِ بصیرت روشن ہوجاتی ہے جس کی بدولت اس میں نیکی و بدی اور حق و باطل کا شعور پیدا ہوجاتا ہے۔ علم سے انسان کے اطوار شائستہ، اخلاق پاکیزہ اور دل ودماغ روشن ہوجاتے ہیں۔ یہ انسان کو اس مقام تک پہنچادیتا ہے، جہاں حسد وبغض، دشمنی اور لالچ کا گزر تک نہیں ہوتا، بلکہ انسان کو نیکی، خلوص، فیاضی اور دوستی جیسی عظیم صفات عطا کرتا ہے۔ ہماری تاریخ گواہ ہے کہ جب مسلمان علم میں آگے تھے، تب دنیا کی رہنمائی ہمارے ہاتھ میں تھی۔ آج بھی اگر ہمیں دنیا میں اپنا مقام بنانا ہے تو ہمیں جاگنا ہوگا۔ پڑھنے اور سیکھنے کا عمل ہر انسان کی زندگی کا لازمی حصہ ہونا چاہیے، لیکن اس سے بھی اہم ہے دوسروں کو علم کے زیور سے آراستہ کرنا۔ ''پڑھو پڑھاؤ'' کا مطلب یہ ہے کہ جو علم آپ نے حاصل کیا، اسے دوسروں تک پہنچائیں۔ حکیم محمد سعید نے بھی ہمیں یہیں پیغام دیا۔ جیسا کہ ایک عظیم قول ہے: ''علم بانٹنے سے بڑھتا ہے اور جہالت چھپانے سے پھیلتی ہے۔'' حکیم محمد سعید نے اپنی پوری زندگی اس مقصد کے لیے وقف کی کہ ہر بچے کے ہاتھ میں کتاب ہو، ہر گھر میں علم کی روشنی ہو۔

آئیں ہم بھی اس مشن کا حصہ بنیں اور عہد کریں کہ ہم جاگیں گے، پڑھیں گے اور دوسروں کو پڑھائیں گے، تاکہ ہمارا ملک ترقی کے راستے پر گامزن ہوسکے۔ اللہ ہمیں اس پیغام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

**شعیرہ آصف**

**قائدِ ایوان، ہمدرد نونہال اسمبلی،**

**سٹی انگلش اسکول سسٹم، راولپنڈی/اسلام آباد**

آج سے سو سال پہلے علامہ محمد اقبال نے جگانے اور سرسید احمد خان نے پڑھانے کا کام کیا خوب کیا ہے۔ اپنی شاعری اور سحر انگیز شخصیت سے دونوں نے نہ صرف وقت کے بدلتے حالات سے لوگوں کو آگاہ کیا۔ نہ صرف آگاہ کیا، بلکہ معاشرے کی بگڑتی ہوئی ناموافق فضا کو اپنے لیے ہموار کرکے برصغیر کے مسلمانوں کو نئی سوچ اور آگاہی دی۔ ان کے بعد آنے والے رہنماؤں میں حکیم محمد سعید نے جاگو جگاؤ پڑھو پڑھاؤ کو اپنا قول بنایا اور بہتے ہوئے دھارے میں ڈوبتی ہوئی ناؤ کو سہارا دیا۔ انہوں نے اپنی فکر انگیز تحریروں سے نہ صرف بڑوں بلکہ بچوں میں بھی سوچ کی نئی تحریکوں کو جنم دینے میں اہم کردار ادا کیا۔ حکیم محمد سعید وہ شخصیت تھے جنہوں نے علم کی روشنی کو ہر گھر تک پہنچانے کے لیے اپنی زندگی وقف کردی۔ ان کا یہ پیغام ہمیں سکھاتا ہے کہ ترقی کا راستہ صرف تعلیم کے ذریعے ممکن ہے۔ ان کا پیغام جاگو جگاؤ ہمیں یہ باور کراتا ہے کہ ہمیں خوابِ غفلت سے بیدار ہونا ہوگا۔ وقت تیزی سے گزر رہا ہے اور جو قومیں علم کے میدان میں آگے بڑھ رہی ہیں، وہی دنیا پر راج کررہی ہیں۔ پڑھو پڑھاؤ ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ نہ صرف خود علم حاصل کرو، بلکہ دوسروں کو بھی علم کی روشنی دو۔ آج کے طلبہ کل کے رہنما ہیں۔ آپ کی ذمے داری ہے کہ اپنی زندگی کو علم سے سجائیں اور اپنے اردگرد کے لوگوں کو بھی اس کا حصہ بنائیں۔ حکیم صاحب نے فرمایا تھا: ''تعلیم کے بغیر ترقی ممکن نہیں اور ترقی کے بغیر عزت نہیں۔''

لہٰذا، آئیں ہم سب مل کر اس پیغام کو اپنائیں اور اپنے ملک وملت کو ترقی کی بلندیوں پر لے جائیں۔

### ثانیہ حمید
### قائدحزب اختلاف، ہمدردنونہال اسمبلی، پاک لینڈ پبلک اسکول، راولپنڈی/اسلام آباد

حکیم محمد سعید وہ شخصیت ہیں جنہوں نے اپنے علمی اور سماجی کاموں سے نہ صرف پاکستان بلکہ پورے عالمِ اسلام کو فائدہ پہنچایا۔ ان کی زندگی اور ان کے نظریات آج بھی ہم سب کے لیے ایک مشعلِ راہ ہیں۔ حکیم محمد سعید نے 1948ء میں ہمدرد فاونڈیشن پاکستان قائم کیا، جس کا مقصد طب اور حکمت کے علم کو فروغ دینا تھا۔ انہوں نے تعلیم کے میدان میں بھی اہم خدمات سرانجام دیں۔ انہوں نے ہمدرد یونی ورسٹی کا قیام کی۔ جس میں مختلف تعلیمی شعبوں میں جدید تعلیم فراہم کی جاتی ہے۔ آپ صرف ایک طبیب ہی نہیں، بلکہ ایک انسان دوست بھی تھے آپ نے غریبوں، یتیموں اور بے سہارا افراد کی مدد کے لیے بھی کئی فلاحی منصوبوں کا آغاز کیا۔

حکیم محمد سعید کی شخصیت نہ صرف ایک عظیم طبیب، بلکہ ایک بصیرت رکھنے والے رہنما کی تھی۔ انہوں نے ہمیشہ نوجوانوں کو اپنی قوم کا اثاثہ اور اس کا مستقبل قرار دیا۔ تاہم مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ حکیم محمد سعید کی ان امیدوں کو پورا کرنے میں نوجوانوں نے ہمیشہ کمزوری کا مظاہرہ کیا ہے اور آج ہمارا یہ سوال ہے کہ کیا ہم نے ان کی تعلیمات کو حقیقت کا روپ دیا ہے؟ حکیم صاحب ہمیشہ اس بات پر زور دیتے تھے کہ تعلیم نوجوانوں کے لیے سب سے اہم سرمایہ ہے، لیکن افسوسناک حقیقت یہ ہے کہ آج بھی لاکھوں نوجوان بچے اسکولوں سے باہر ہیں اور انہیں تعلیم کے بنیادی مواقع حاصل نہیں ہیں۔ حکومتی اداروں کی کمزوری کی وجہ سے پاکستان کا تعلیمی نظام بحران کا شکار ہے۔ حکیم محمد سعید کی وہ اُمیدیں جو انہوں نے نونہالان وطن سے وابستہ کی تھیں۔ ان کا خواب تب تک پورا نہیں ہوسکتا جب تک حکومت تعلیمی نظام میں اصلاحات نہیں لاتی اور نوجوانوں کو ان کے حقوق فراہم نہیں کرتی ہے۔ ہمارا آج کا نوجوان عیش کوشی میں پڑ کر اپنی ذمے داریوں سے منہ پھیر کر بیٹھا ہے۔ کاہلی اور سستی کا شکار ہو کر اپنے وطن کی تعمیر و ترقی کی خوشحالی کا باعث بننا تو دور کی بات وطن پر بوجھ بن چکا ہے۔ آج کا نوجوان ڈرگ مافیا کا شکار ہے۔ جس کی وجہ سے تعلیم سے بھی دور ہوتا جارہا ہے اور وہ اُن کا مستقبل بھی تاریک ہوتا جارہا ہے لہٰذا حکیم محمد سعید نے اپنے نونہالوں اور نوجوانوں سے جو اُمیدیں وابستہ کی تھیں اُن کو ہم اس صورت میں پورا کرسکتے ہیں جب مختلف علوم وفنون کے ذریعے ہے ہم ملک وقوم کی تعمیر و ترقی میں بھرپور حصہ لیں اور اپنے ملک کو ایک تابناک مستقبل سے روشناس کرسکیں۔

### علی منصور
### قائدِ ایوان، ہمدردنونہال اسمبلی، کریسنٹ ماڈل ہائیر سیکنڈری اسکول، لاہور

حکیم محمد سعید اپنے آپ میں دنیا تھے۔ جو بچوں کو محض چلتے پھرتے کھلونے نہیں، بلکہ مستقبل میں ایک بھاری بوجھ اُٹھائے، ذمے دار شہری تصور کرتے تھے۔ پاکستان میں کئی سیاسی لیڈر آئے اور گئے، لیکن مدینۃ الحکمہ قائم کرنے والے صرف حکیم محمد سعید تھے۔ حکیم محمد سعید نے نئی نسل کو اپنے آپ کو جاننے کی تلقین کی اور ان سے بڑا آدمی بننے کی جدوجہد کرنے کو کہا۔ وہ قائداعظم سے متاثر تھے۔ وہ علامہ اقبال سے متاثر تھے۔ وہ ہر اس شخصیت کی مثال ہم بچوں کو دیتے تھے، جس نے ملک وقوم کی بے لوث خدمت کی وہ نہ صرف ایک اچھا انسان بلکہ ایک اچھا پاکستان کا شہری بنانا چاہتے تھے۔ ہر پیڑ الگ چھاوں الگ پھل دیتا ہے اور حکیم محمد سعید اپنے نونہالوں کو سایہ دار اور پھل دار شجر دیکھنا چاہتے تھے۔

### محمد شمیل تاج
### قائدِ حزبِ اختلاف، ہمدردنونہال اسمبلی، گورنمنٹ سینٹرل ماڈل ہائی اسکول، لاہور

حکیم محمد سعید کی شخصیت خدمتِ خلق اور نونہالانِ وطن کی تربیت سے عبارت تھی پاکستان سے محبت کرو، پاکستان کی تعمیر کرو کا درس دینے والے میرے بابا شہید نے مدینۃ الحکمہ کے نام سے علم کا ایک ایسا شہر آباد کیا جہاں وطن کے نونہال ڈاکٹر، انجینئر، حکیم اور سائنسدان بن کر نکلے۔ جو وطن عزیز کے روشن مستقبل کی علامت ہے۔ ہم پیارے بابا کے یہی نونہال نئے زمانوں کی تخلیق کریں گے۔ نئے صبح وشام کی بنیاد رکھیں گے، کوئی طبیب ہو تو اس معالج ہمدرد کو دیکھے، کہ جو اس نیت سے روزہ رکھے، کہ روزے کی برکت سے مریض کو شفا نصیب ہو۔ کوئی حاکم ہو تو سندھ کے اس گورنر کو دیکھے کہ جو اقتدار میں ہونے کے

باوجود اپنی اقتدار کی حفاظت کرے۔ میرے بابا شہید کی شخصیت پابندی وقت ایمان کی حفاظت خدمتِ خلق، تعمیر، سیرت، عزت و شرافت، سعادت ونجابت اور وطن سے محبت کی اعلیٰ صفات سے عبارت تھی۔ میں جانتا ہوں آج میرے وطن کو سنگین حالات کا سامنا ہے۔ میں جانتا ہوں وطن عزیز میں دور تک اندھیرے ہیں، پاس کے بسیرے ہیں، گھات میں لٹیرے ہیں، غاصبوں کے ڈیرے ہیں، لیکن پھر بھی میں مایوس نہیں ہوں، کیوں کہ میرے بابا شہید کی اُمید بھری آواز صدائے بازگشت بن کر میری سماعتوں میں رقصاں ہے۔ میرے نونہالو تم ہی کو بڑے ہو کر پاکستان کو بڑا بنانا ہے آج میں اس معزز ایوان میں کھڑے ہو کر آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں اور میرے جیسے لاکھوں نونہال، میرے بابا حکیم محمد سعید شہید کے راستے پر چلتے ہوئے وطن عزیز کو گلستانِ جہاں کا ایسا مہکتا پھول بنا دیں گے۔ جس کی خوشبو سے عالم زینت مہکے گا۔ ہم اس کو ایسا مملکت چاند بنا دیں گے، جس کی روشنی سے کل عالم چمکے گا۔ آپ دیکھیں گے کہ ہمارا کردار دنیا کے لیے مشعل راہ ہوگا۔ ہم وقت کے یزیدوں کا مقابلہ اپنے سچ کی طاقت سے کریں گے۔ ہم ایک آسمان کے بعد دوسرا آسمان سر کریں گے۔ میرے بابا آپ کی جلائی ہوئی شمع آج ہر نونہال کے ہاتھ میں ہے تاریخ کے دھارے گواہ رہیں گے کہ حکیم محمد سعید شہید ہر دل میں اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ زندہ ہیں اور ہمیشہ زندہ رہیں گے، میرا آج روحِ سعید سے وعدہ ہے۔

نونہال کانفرنس میں آئے نونہال قائدین نے پروگرام کے حوالے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

## روداد ہمدرد نونہال کانفرنس

عطیہ وکیل

اسپیکر نونہال اسمبلی، ڈویژنل پبلک اسکول، لاہور

قابلِ صد احترام اساتذہ کرام اور قائدِ نونہال کے عزیز نونہالو! روداد کسی آنکھوں دیکھی کیفیت کو بیان کرنے کا نام ہے۔ ہمدرد نونہال کانفرنس لاہور سے تو آپ سب واقف ہی ہیں، مگر اسلام آباد کے مضافات میں آل پاکستان ہمدرد نونہال کانفرنس بہت خاص اور غیر معمولی نوعیت کی حامل کانفرنس تھی۔ یہ تجربہ میری زندگی کا ناقابلِ فراموش اور قیمتی ترین دن تھا۔

نونہال اسمبلی لاہور کے عہدیدار انکل علی بخاری کے ساتھ مقررہ وقت پر بذریعہ ریل گاڑی لاہور سے راولپنڈی کے لیے روانہ ہوئے۔ تقریباً بارہ بجے راولپنڈی اسٹیشن پر پہنچے۔ جہاں ہمدرد سینٹر کی گاڑی ہمارے لیے پہلے سے موجود تھی۔ جب ہم ہمدرد سینٹر راولپنڈی پہنچے تو ہمارا شاندار استقبال کیا گیا۔

رہنے کے لیے جو کمرے ہمیں دیے گئے وہ کسی فائیو اسٹار ہوٹل سے بھی زیادہ شاندار تھے۔ ایچ آر ڈیپارٹمنٹ سے سر ارسلان صاحب بھی وہاں موجود تھے۔ تعارف کے علاوہ بھی انہوں نے چند سوالات ہم تینوں سے پوچھے پھر جوابات اور لاہور سینٹر کی تیاری سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

اسلام آباد اور راولپنڈی میں شہید حکیم محمد سعید صاحب کے یومِ پیدائش کے سلسلے میں دو روزہ تقریبات کا اہتمام کیا گیا تھا اور اگر میں یہ کہوں کہ ہمارے لیے باعثِ فخر ہے۔ انکل بخاری ان تمام تقریبات کی روح رواں تھے تو بے جا نہ ہوگا۔ پھر یہ کہ شہیدِ پاکستان کے ویژن اور تعمیر پاکستان کے جذبے کو نہ صرف ماند نہیں پڑنے دے رہے، بلکہ اپنا حصہ بھی ڈال کر ہم نونہالوں کو منتقل کر رہے ہیں۔ یقیناً باقی سینٹرز بھی بہترین خدمات انجام دے رہے ہیں، لیکن لاہور کی زندہ دلی ان تقریبات میں انکل بخاری کی صورت سب پر غالب رہی۔

15 جنوری کی صبح ناشتہ کر کے ہم شاندار کانفرنس ہال میں سب سے پہلے پہنچے۔ انکل بخاری انتظامی ہدایات میں مصروف تھے۔ مائیک پر ریہرسل کے دوران پشاور، کراچی اور راولپنڈی کی ٹیمیں، بڑے بڑے صحافیوں اہم ترین شخصیات سے ہال کھچا کھچ بھر چکا تھا۔ محترمہ میڈم سعدیہ راشد صاحبہ مقررہ وقت سے پہلے ہال میں پہنچ گئیں اور ہمیشہ کی طرح شہیدِ پاکستان کی سادگی، وقت کی پابندی، جواں ہمتی اور اپنے کام سے لگن کا مجسم پیکر نظر آئیں۔ ان کے ساتھ ہال میں دیگر خواتین کو دیکھ کر لفظ ماڈرن کا مفہوم سمجھ آ رہا تھا، مگر میڈم صاحبہ وقار، متانت، سادگی کا مرقع، چہرے پر مضبوط ارادوں کی چمک لیے پُرسکون انداز میں اپنی سیٹ پر بیٹھ گئیں۔

کانفرنس کا موضوع تھا: ''قائدِ نونہال حکیم محمد سعید کی نونہالانِ وطن سے وابستہ اُمیدیں'' اس کانفرنس کا میزبان ہونا میرے لیے باعث اعزاز تھا۔ پروگرام کا آغاز مقررہ وقت پر حکیم صاحب کے اس قول کے

ساتھ شروع ہوا کہ ''وقت اللہ کی امانت ہے اور اس کا صحیح استعمال عبادت ہے۔''

تمام مقررین نے حکیم صاحب کو بہترین انداز میں خراجِ تحسین پیش کرنے کے ساتھ ساتھ اُن کی نونہالانِ وطن سے وابستہ اُمیدوں پر بھی روشنی ڈالی۔ لاہور ٹیم کی کمپیئرنگ، قائدِ ایوان اور قائدِ حزبِ اختلاف کی پرفارمنس پر حاضرین عش عش کر اُٹھے اور ایوان ''لاہور چھا گیا'' کی صدا سے گونج اُٹھا۔

تقریب میں مہمانِ خصوصی محترم آصف محمود جاہ صاحب، وفاقی محتسب اعلیٰ، مہمانِ اعزاز محترم محمد عبداللہ گُل، چیئرمین تحریک نوجوانانِ پاکستان، قومی صدر ہمدرد فاونڈیشن پاکستان محترمہ میڈم سعدیہ راشد صاحبہ کے علاوہ اسلام آباد کی کئی اہم شخصیات نے نونہالانِ ہمدرد اسمبلی سے خطاب کیا اور نونہال مقررین کا انداز تخاطب اور اعتماد دیکھ کر حکیم صاحب اور میڈم کی کاوشوں سے بہت متاثر ہوئے۔ انہوں نے اپنے خیالات کے اظہار میں اس بات کا اعادہ کیا کہ اس تقریب کا حصہ بننا اُن کے لیے باعث فخر ہے اور نونہالان ہمدرد اسمبلی کی تربیت دیکھ کر اطمینان کا اظہار بھی کیا کہ پاکستان کا مستقبل محفوظ ہاتھوں میں ہے، بلکہ اُمید ظاہر کی کہ یہ نونہال بڑے ہو کر وقت کی قدر، ایمانداری کی مثال، دوسروں کے حقوق کا خیال رکھنے والے ہوں گے اور پاکستان کو اُجالوں کا پاکستان بنائیں گے۔ ان شاءاللہ۔

اور وہ انمول لمحہ جب محترمہ میڈم سعدیہ راشد صاحبہ نے اسٹیج پر آتے ہی مجھے گلے لگایا، میرا ماتھا چوما اور بہت پیار کیا۔ میرے لیے لمحۂ زیست بن گیا۔

مقررہ وقت پر کانفرنس ختم ہوئی۔ مہمانانِ گرامی کے ساتھ ہی عہدیداران کی بہترین تواضع کی گئی۔ تین بجے قومی صدر ہمدرد فاوونڈیشن سے میٹنگ تھی۔ ہم نے ہمدرد نونہال اسمبلی سے کیا سیکھا اور تجاویز پر تبادلۂ خیال کے علاوہ ہم سب نے اپنے اپنے دائرہ کار میں حکیم صاحب کے مشن کو آگے بڑھانے کا عزم لے کر انکل بخاری اور سر ارسلان صاحب کے ساتھ پارلیمنٹ ہاؤس روانہ ہو گئے، جہاں سیشن ابھی ابھی ختم ہوا تھا۔ کئی نامور سیاستدانوں کے ساتھ ہماری ملاقات کروائی گئی جو ہماری سیاسی تربیت کا حصہ ثابت ہوگی۔ مارگلہ ہوٹل میں ڈنر کے ساتھ ہی ہم ہمدرد سینٹر پہنچے اور سو گئے۔

دوسرے دن کے مشاعرے اور ڈرامے کے نونہالان اور نوجوانان پندرہ جنوری کی شام اسلام آباد ہمدرد یونی ورسٹی پہنچ کر وفاقی محتسبِ اعلیٰ محترم آصف محمود جاہ صاحب سے ملاقات اور اسلام آباد سپر مارکیٹ کے فوڈ کورٹ میں ڈنر کر چکے تھے۔

16 جنوری کی صبح اس سے زیادہ پُر جوش تھی۔ مشاعرے اور ڈرامے کے کرداروں کی ہمدرد مرکز کے اسٹیج پر ریہرسل جاری تھی۔

یونی ورسٹی کے ایک ہال میں ہمدرد شوریٰ جاری تھی جس میں پاکستان کے مختلف شہروں سے شوریٰ اراکین اور صحافی شامل تھے۔ کراچی اور لاہور کے نونہال چوں کہ راولپنڈی سینٹر میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ ہمیں محترم سر ارسلان صاحب کے ساتھ پہلے مارگلہ ہلز اور فیصل مسجد کی سیر کروائی گئی۔ پھر ہمیں ہمدرد یونی ورسٹی لے جایا گیا۔ ہمدرد لائبریری اور ریسرچ روم وزٹ کروائے گئے۔ لائبریرین نے ہماری معلومات میں خاص اضافہ کیا۔

خاص بات جو میں نے نوٹ کی وہ یہ کہ ہمدرد یونی ورسٹی میں طلباء و طالبات کا ماحول اسلامی ماحول نظر آیا۔ جو دیگر یونی ورسٹیز میں نظر نہیں آتا۔ مجھے ایک بار لمز یونی ورسٹی وزٹ کرنے کا اتفاق ہوا تھا جہاں کا ماحول بالکل یورپی طرز کا تھا۔

دوپہر لنچ تک ہمیں یونی ورسٹی کے گیسٹ روم میں ٹھہرایا گیا۔ لنچ کے بعد تین بجے آخری تقریب شہید حکیم محمد سعید۔ یادیں باتیں کا آغاز مقررہ وقت پر ہوا جس میں کئی اکابرین شہر کے علاوہ، ہمدرد شوریٰ کے سینئر اراکین، سینٹ ممبر محترم ولید اقبال اور ڈاکٹر سلیم مظہر، پروفیسر ڈاکٹر حکیم عبدالحنان اور ڈاکٹر سعدیہ کمال بھی تقریب کا حصہ تھے۔ ہر لمحہ، حکیم صاحب کی شخصیت کے نئے پہلو عیاں ہو رہے تھے۔ ایک جملہ جو میرے کانوں میں اب بھی گونج رہا ہے وہ یہ ''حکیم صاحب کی ذات ایک یونی ورسٹی ہے جس پر پی ایچ ڈی کی ڈگری حکومتِ پاکستان کو جاری کرنی چاہیے۔''

دراصل سولہ تاریخ کی تقریب ایک عظیم خاندان کی عظیم داستان تھی۔ جس میں اہم شخصیات نے حکیم صاحب سے متعلق یادیں شیئر کیں۔

نونہال مشاعرہ میں حکیم صاحب کو خراجِ تحسین پیش کیا گیا۔ تمثیل (ڈرامہ) کے کرداروں میں نونہالوں اور نوجوانوں نے جان ڈال دی۔ ایسے لگ رہا تھا کہ

حکیم صاحب ہمارے سامنے خود موجود تھے۔ پھر محترمہ میڈم سعدیہ راشد صاحبہ کو فریحہ بابر کا خراجِ تحسین بھی سب کو یاد رہے گا، مگر جو اُن کے کردار کو آپا نوریرا بابر نے نبھایا اور ایسا نبھایا کہ ہر آنکھ کو اَشک بار کر دیا۔

سولہ کی شام اسلام آباد سے واپسی، یادوں بھرا سفر اور لاہور کی دھند آلود رات میں دو بجے ہمدرد سینٹر سے اپنے گھروں کو روانگی ایک الگ داستان ہے۔

حکیم صاحب ایک خورشید مثال اور روشنیوں کا امین شخص، جس نے مانند آفتاب تاریکی کو روشنی میں تبدیل کرنے کے لیے علم و تحقیق کی وہ شمع جلائی جو اندھیروں کے ساتھ ساتھ آندھیوں کو بھی پچھاڑ دے گی۔

وہ بانیِ طب و حکمت، وہ شہباز پاکستان تھا
چلا گیا ہے دور ہم سے، وہ جو رازِ پاکستان تھا

روداد کے بعد آئیے اب ہم آپ کو لیے چلتے ہیں آل پاکستان ہمدرد کانفرنس اسلام آباد اور اس کی خنکی بھری فضاؤں میں۔ ایک چھوٹی سی ڈاکیومنٹری آپ کا علی بخاری آپ کے ساتھ کے ذریعے اس دوران میں تمام نونہالان سے ملتمس ہوں کہ نظم وضبط کا خاص خیال رکھیں۔

پروگرام کے آخر میں شہیدِ پاکستان، اک مردِ مومن کے نام، امجد اسلام امجد کی یہ نظم کچھ اپنے الفاظ کے ساتھ پیش کرتی ہوں:

آدم کی تاریخ کے سینے میں ڈوبے ہیں
کتنے سورج کتنے چاند
کیسے کیسے رنگ تھے مٹی سے پھوٹے
موج ہوا کے بنتے اور بگڑتے رستوں میں ٹھہرے
اور خاک ہوئے
نیلے اور اتھاہ سمندر کے ہونٹوں کی پیاس بنے
آنے والے دن کی آنکھوں میں لہراتی آس بنے
کیسے کیسے رنگ تھے جو مٹی سے چمکے
اور چمک کر پڑ گئے ماند
کچھ سورج ایسے پھر بھی
اپنی اپنی شام میں جو اس دشت افق کا رزق ہوئے ہیں
لیکن اب تک روشن ہیں گہنائے نہیں
پھول ہیں جن کو چھونے والی سبز ہوائیں خاک ہوئیں
لیکن اب تک تازہ ہیں کمہلائے نہیں
اک سورج تھا وہ آدم زادہ
ٹوٹی اینٹوں کے ملبے سے جادہ جادہ
ٹکڑا ٹکڑا یکجا کر کے
ایک عمارت کی بنیادیں ڈال رہا تھا
سات سمندر جیسے دل میں
ان کے غم کو پال رہا تھا
جن کے کالے تنگ گھروں میں کوئی سورج چاند نہیں تھا
پھولوں کی مہکار نہیں تھی بادل کا امکان نہیں تھا
صبح کا نام و نشان نہیں تھا
نیند بھری آنکھوں کے آنگن میں
وہ خود سورج بن کر ابھر
ڈھلتی شب میں پورے چاند کی صورت نکلا
صبح کے پہلے دروازے پر دستک بن کر گونج اٹھا
آج میں جس منزل پر کھڑی ہوں
اس پر پیچھے مڑ کر دیکھوں
تو اک روشن موڑ پہ اب بھی
وہ ہاتھوں میں
آنے والے دن کی جلتی شمع تھامے
میری جانب دیکھ رہا ہے
اور شاید یہی وہ سوچ رہا ہے
وہ دن جلد آئے گا جب
یہ میرے نونہال
میرے سپنوں کی تعبیر بنیں گے
وطن عزیز کی تقدیر بنیں گے
اِس کی داغ زدہ شاموں کو
اپنے فکر کی کرنوں سے اُجالیں گے
ترقی کے اُس روشن موڑ پہ آ کے
وطن کی پتوار سنبھالیں گے

## روداد ہمدرد نونہال کانفرنس

**سید محمد شجاع**

## وہ چند شامیں جو دل میں اتر گئیں

زندگی بعض اوقات ہمیں کچھ ایسے لمحات عطا کر دیتی ہے جو صرف لمحے نہیں رہتے احساس بن جاتے ہیں اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہمارے دل کا حصہ بن جاتے ہیں۔

دسمبر 2024ء کی ہمدرد نونہال نشست معمول کے مطابق اختتام پذیر ہوئی تو میرے محترم استاد نے یہ خوشخبری سنائی کہ مجھے اسلام آباد میں منعقد ہونے والی ہمدرد کانفرنس کے لیے منتخب کر لیا گیا ہے۔ اس خبر سے میرے دل میں خوشی اور حیرت کا ایک سیلاب امڈ آیا اور میں یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ کیا میں واقعی بحیثیت

قائدِ حزبِ اختلاف ہمدرد نونہال اسمبلی اس قابل ہوگیا ہوں کہ میں ایک بڑے پروگرام میں حصہ لے سکوں؟

## پہلا دن کراچی سے اسلام آباد روانگی:

اسکول انتظامیہ کی طرف بھیجی گئی گاڑی میں ہم اپنے گھروں سے کراچی ائر پورٹ چار بجے کے قریب پہنچ گئے۔ ائر پورٹ پر میری ملاقات دو اور طلبہ، ٹیچر اور ہمدرد فاؤنڈیشن کے اعلیٰ عہدیداروں سے ہوئی۔ ہم سب جہاز پر سوار ہوئے اور دو گھنٹے بعد اسلام آباد پہنچ گئے۔ ہمیں ہمدرد مرکز پہنچا دیا گیا، جہاں پاکستان کے مختلف شہروں سے آئے ہوئے اور بھی طلبہ موجود تھے۔ ایک دوسرے سے تعارف کے بعد ہم اپنے اپنے رہائشی کمروں میں چلے گئے۔ ہمدرد مرکز میں کیے گئے انتظامات کسی بھی اچھے سے اچھے ہوٹل سے کم نہ تھے۔

## دوسرا دن: کانفرنس کا دن اور قومی اسمبلی کا سفر:

دوسری صبح سورج نکلنے کے ساتھ ہی ہم تیار تھے۔ ایک بڑے کانفرنس ہال میں داخل ہوتے ہی محسوس ہوا کہ ہم محض طالب علم نہیں بلکہ اس قوم کے مستقبل کا حصہ ہیں۔ تقاریر ہوئیں، سوالات پوچھے گئے، نظریات کا تبادلہ ہوا اور ہم نے اپنا مؤقف بھر پور انداز میں پیش کیا۔

دوپہر کے بعد ہمیں ملک کی قومی اسمبلی دیکھنے کا موقع ملا۔ پارلیمنٹ کی نشستیں، بحث کے مناظر اور وہ در و دیوار جن کے اندر قوم کی تقدیر لکھی جاتی ہے۔ یکا یک دل سے آواز آئی کہ کیا ہم میں سے بھی کوئی کبھی یہاں بیٹھے گا؟ کیا ہماری آواز بھی کبھی اہم فیصلوں کا حصہ بنے گی؟

## تیسرا دن اسلام آباد کی سیر:

ہمارے سفر کا آغاز شاہ فیصل مسجد کی سیر سے ہوا۔ پاکستان میں اسلام کی ترقی اور مسلمانوں کی شان و شوکت کا استعارہ۔ وہاں کی خاموشی اور عبادت کا نور دل میں ایمان کی حلاوت پیدا کر دیتی ہے۔ پھر مارگلہ کی پہاڑیوں کا منظر اور وہاں سے دارالحکومت کا نظارہ وطنِ عزیز کی ترقی اور خوشحالی کا نقارہ بجا رہی تھی۔

اسلام آباد مونومینٹ کی سیر سے ہمیں تاریخ میں جھانکنے کا موقع ملا اور پیارے ملک کی ثقافت سے بھی آشنائی ملی۔

واپسی کے سفر میں ہمیں ''ہمدرد یونیورسٹی'' کا دورہ کرایا گیا، جہاں ہم نے جدید آلات، بہترین اساتذہ اور تعلیم کا قابلِ فخر نظارہ دیکھا۔

اس دن کو ہم نے اپنے کیمروں میں محفوظ کیا اور تھک کر واپس ہمدرد مرکز آ گئے۔

## چوتھا دن واپسی کا دن:

یہ اک اشارہ ہے آفت ناگہانی کا
کہیں سے چڑیوں کا کوچ کر جانا

یہ دن حقیقتاً ہمارے لیے کسی آفت سے کم نہ تھا جو نئے دوست ہم نے تین دنوں میں بنائے ان سب کو واپس گھر جانا تھا۔ جو وقت ہم نے گزارہ اسے ماضی کا حصہ بننا تھا۔ جو کچھ سیکھا اسے زندگی کا حصہ بنانا تھا۔

آخری دن ہم نے ناشتہ کیا۔ سب نے ایک دوسرے کا شکریہ ادا کیا خاص طور پر ہمدرد فاؤنڈیشن کا۔ اپنی اپنی گاڑیوں میں سوار ہوئے اور ائر پورٹ پہنچے۔ ہمارے ساتھ ہمارا سفری بیگ تھا اور کردار اور اخلاق کو سنوارنے والی وہ پوٹلی بھی تھی جس نے آئندہ ہماری زندگیوں میں کامیابیوں کی نوید نکالنی تھی۔ شکستہ پا، لیکن پُر عزم حوصلوں کے ساتھ ہم کراچی ائر پورٹ اُترے اور اپنے اپنے گھروں کی جانب روانہ ہو گئے۔

## تمثیل
## اسٹیج کا منظر

اسٹیج کے ارد گرد ہلچل ہے۔ محترمہ سعدیہ راشد کا انٹرویو شروع ہونے والا ہے۔ مائیک درست کیا جا رہا ہے۔ حکیم صاحب کو بھی اسٹیج پر دکھایا جا رہا ہے۔

## کیمرہ مین:
## ایکشن

انٹرویو لینے والا: ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔'' آپ سب کو خوش آمدید کہتے ہیں ہماری آج کی خوبصورت پوڈ کاسٹ میں۔

آج ہمارے ساتھ موجود ہیں ایک ایسی عظیم شخصیت، جنہیں بیان کرنے بیٹھوں تو الفاظ کم پڑ جائیں۔ ان کی ذات کے لیے ہر تعریف چھوٹی معلوم ہوتی ہے۔ آیئے! ملاقات کرتے ہیں محترمہ سعدیہ راشد صاحبہ سے۔

سعدیہ راشد: ''وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔'' یہ تو آپ کا ظرف ہے۔ عزت دینا صرف وہی جانتا ہے جو خود عزت دار ہو۔

انٹرویو لینے والا: ''آپ اُس عظیم ہستی کی بیٹی ہیں جنہوں نے ہم جیسے ہزاروں بچوں کا ہاتھ تھاما، ہمیں خواب دیکھنا سکھایا اور ان خوابوں کو حقیقت میں بدلنے کا حوصلہ بھی دیا۔

شہید حکیم محمد سعید صاحب......ہم سب کے بابا......

آپ کے بابا۔
اور آپ کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ میں بھی بزمِ ہمدرد نونہال کا ایک پودا ہوں، جو اُنہی کے ہاتھوں سے لگایا گیا تھا۔
سعدیہ راشد: ''حکیم محمد سعید ایک ایسی شخصیت تھے جو بظاہر اس دارِفانی سے رخصت ہو چکے ہیں، لیکن ان کے روشن کیے ہوئے چراغ آنے والی نسلوں کو راہ دکھاتے رہیں گے، کیوں کہ ابا جان ہمیشہ کہا کرتے تھے۔''
اسٹیج پر کرسی پر بیٹھے ہوئے حکیم محمد سعید صاحب کا منظر: ان کی پشت سامعین کی جانب ہے۔ اسپاٹ لائٹ صرف ان پر ہے، پورا مجمع ہمہ تن گوش ہو جاتا ہے۔
حکیم محمد سعید (بہ وقار انداز میں): ''یہی بچے بڑے ہو کر پاکستان کو عظیم بنائیں گے۔''
اسپاٹ لائٹ واپس انٹرویو لینے والے پر آتی ہے۔
انٹرویو لینے والا: ''محترمہ سعدیہ! کیا آپ ان کی شخصیت پر کچھ روشنی ڈالنا چاہیں گی؟''
سعدیہ راشد ایک طرف رکھے ٹشو سے اپنی آنکھیں صاف کرتی ہیں۔
سعدیہ راشد: ''تھے تو وہ میرے ابا جان، لیکن وہ ہمیشہ ہنستے ہوئے کہتے: ''سعدیہ! چوں کہ میری تو صرف ایک بیٹی ہے، اس لیے میں ابھی جوان ہوں، مگر تمہاری تو تین بیٹیاں ہیں، تم مجھ سے بڑی ہو گئیں!''
انٹرویو لینے والا: ''وہ بلاشبہ سنجیدہ مزاج تھے، لیکن اس کے ساتھ خوش طبعی بھی ان کی شخصیت کا حصہ تھی۔''
سعدیہ راشد: ''بیشک!''
انٹرویو لینے والا: ''کیا آج ہم آپ سے اُن کے چند حسین لمحے سن سکتے ہیں؟''
سعدیہ راشد: ''آج بھی یاد ہے، جب ہم ایک سفر پر تھے، جہاز میں۔ وہ دن اور ابا جان کی دی ہوئی وہ نصیحت آج بھی میرے دل میں زندہ ہے۔''
لائٹس آہستہ آہستہ مدھم ہو جاتی ہیں۔

## منظر 02: گھر - دوپہر

(اسٹیج پر گھر کا ہلکا سا منظر ہے۔ دروازہ کھلتا ہے، حکیم محمد سعید اور سعدیہ اندر داخل ہوتے ہیں۔ دونوں کے ہاتھ میں بیگ اور فائلیں ہیں)
حکیم محمد سعید: ''سعدیہ! کیا تمہیں معلوم ہے، آج جہاز میں جو جوس ہمیں پیش کیا گیا تھا، وہ میں نے کیوں نہیں پیا؟''
سعدیہ (مسکرا کر): ''جی ابا جان، مجھے معلوم ہے۔''
حکیم محمد سعید: ''تو پھر بتاؤ، کیوں؟''
سعدیہ (اطمینان سے): ''کیوں کہ وہ جوس فرسٹ کلاس کے مسافروں کے لیے تھا اور ہم فرسٹ کلاس میں سفر نہیں کر رہے تھے۔''
حکیم محمد سعید (فخر سے): ''بالکل درست! وہ ہمارا حق نہیں تھا اور بیٹا! یاد رکھنا، دوسروں کا حق ہمیشہ ادا کرنا، کبھی غصب نہ کرنا۔ پاکستان ایک ایسی فصل ہے، جسے صبر اور شکر کی کھاد کی شدید کمی ہے۔''
سعدیہ (احترام سے): ''جی ابا جان!''
حکیم محمد سعید: ''میں ہمیشہ الفاظ سے زیادہ عمل کے ذریعے سکھانے کی کوشش کرتا ہوں اور یاد رکھو، علم اور تربیت انمول موتیوں کی مانند ہیں، جہاں سے بھی ملیں، انہیں چن لینا چاہیے۔''
سعدیہ (تذبذب کے ساتھ): ''ابا جان! ہمیں آپ سے کچھ پوچھنا تھا۔''
(حکیم صاحب کرسی پر بیٹھتے ہیں، ایک فائل کھول کر دیکھتے ہیں۔ سعدیہ اپنا بیگ زمین پر رکھتے ہوئے ان کی طرف دیکھتی ہے۔)
حکیم محمد سعید (کاغذ پر نظر رکھتے ہوئے): ''ہمم؟ کیا بات ہے بیٹا؟''
سعدیہ: ''جب آپ اپنی جدوجہد مکمل کر لیں گے، کیا تب ہم آسائشوں بھری زندگی گزاریں گے؟''
(حکیم صاحب ہلکا سا مسکراتے ہیں اور اشارے سے سعدیہ کو قریب بلاتے ہیں۔)
حکیم محمد سعید: ''سعدیہ، ہم جو کچھ بھی کرتے ہیں، وہ انسانیت کی خدمت کے لیے ہے۔ ہماری جیب میں موجود ہر پیسہ، دراصل عوام کی امانت ہے۔ چلو، اب کچھ کھانے کا بندوبست کرو۔''
سعدیہ: ''جی، آپ نے تو افطار میں بھی صرف شکنجبین لی تھی۔''
میں بی بی (کام والی) کو کہتی ہوں۔
(حکیم صاحب یکدم سنجیدہ اور ناراض ہو جاتے ہیں)
حکیم محمد سعید (غصے سے): ''کیا مطلب؟ ملازم ابھی تک گھر میں موجود ہیں؟ ان کے جانے کا وقت ساڑھے نو بجے تھا اور اب نو بج کر پینتیس منٹ ہو چکے ہیں۔ شام ڈھلتے ہی ملازمین کو رخصت کر دینا چاہیے۔ وہ کوئی کولہو کا بیل نہیں کہ سارا دن کام کرتے رہیں۔ فوراً انہیں رخصت کرو!''
سعدیہ (سہم کر): ''جی ابا جان!''

(سعدیہ اسٹیج سے باہر چلی جاتی ہے۔ حکیم صاحب کام میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ ایک فائل سے خاندان کی ایک تصویر زمین پر گر جاتی ہے۔ وہ تصویر اُٹھاتے ہیں اور سینے سے لگا لیتے ہیں۔ اتنے میں سعدیہ پانی کا گلاس لے کر واپس آتی ہے۔)

سعدیہ (نرمی سے): ''ابا جان! آپ نے کس ہمت سے اپنا کنبہ پیچھے چھوڑا؟''

حکیم محمد سعید (پُرعزم لہجے میں): ''وطن کی خدمت اور انسانوں کی بھلائی مجھے یہاں تک لے آئی ہے اور میری یہ ہجرت...... شریعت کے مطابق ہے۔ یہ سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔''

(سعدیہ پانی کا گلاس ان کے ہاتھ میں دیتی ہے۔ وہ پانی پیتے ہیں۔)

سعدیہ: ''آپ کی ہمت کو سلام ہے۔''

حکیم محمد سعید: ''میری ماں کہا کرتی تھی: ''میرا دل تمھیں ہمیشہ ڈھونڈتا رہے گا۔''

سعدیہ (شفقت سے): ''چلیے اب کچھ کام کر لیجیے۔ میں بھی کڑاہی بنا لیتی ہوں۔''

(سعدیہ اسٹیج سے چلی جاتی ہے۔ حکیم صاحب تصویر کو احتیاط سے فائل میں رکھتے ہیں اور کام میں مصروف ہو جاتے ہیں۔)

## لائٹس آف

## منظر 03- ڈاکٹر نوید الظفر کا گھر- دوپہر

(اسٹیج پر ایک سادہ، مگر باوقار نشست گاہ دکھائی دیتی ہے۔ ڈاکٹر نوید زمین پر بیٹھے اخبار پڑھ رہے ہیں۔ دروازہ کھلتا ہے۔ حکیم محمد سعید داخل ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر نوید فوراً کھڑے ہو جاتے ہیں۔)

ڈاکٹر نوید: ''السلام علیکم، حکیم صاحب! آپ نے کیوں زحمت کی؟ مجھے بلا لیا ہوتا۔''

حکیم محمد سعید (شفقت سے): ''نوید میاں! تم اس وقت غم کے مرید ہو...... اور ہم ایک طبیب۔ تمہارے غم کا علاج لے کر آئے ہیں۔''

ڈاکٹر نوید (مسکرا کر): ''بسم اللہ کیجیے، حکیم صاحب۔''

حکیم محمد سعید: ''گو کہ والد کی جدائی کا غم ابھی تازہ ہے، مگر سنت یہ ہے کہ تیسرے دن معمولاتِ زندگی کی طرف لوٹ آیا جائے۔ اسی لیے ہم تمہارے والد محترم کی ذمے داری اب تمھیں سونپنے آئے ہیں۔ ہم تمھیں ہمدرد کا مینجنگ ڈائریکٹر مقرر کر رہے ہیں۔''

ڈاکٹر نوید (نرمی سے): ''حکیم صاحب! یہ آپ کا حوصلہ ہے، آپ کا بڑا پن ہے۔''

حکیم محمد سعید: ''ہمدرد ہمارے لیے محض ادارہ نہیں، ایک خاندان ہے۔ جسے ہم نے خونِ دل سے سینچا ہے۔ ہمیں تم پر مکمل اعتماد ہے۔ کام کا آغاز کرو، ہم تم سے سوال نہیں کریں گے، کیوں کہ میں جانتا ہوں کہ میں نے صحیح شخص کا انتخاب کیا ہے اور جب وہ شخص ذمے داری اُٹھاتا ہے تو وہ خود بولتا ہے، سوال کی نوبت نہیں آتی۔''

ڈاکٹر نوید (جذباتی لہجے میں): ''بے حد شکریہ، حکیم صاحب! میں آپ کو کبھی اس فیصلے پر پشیمان نہیں ہونے دوں گا۔''

حکیم محمد سعید: ''ہمیں یقین ہے! تو آیئے، اپنا کام سنبھالیے۔ تب تک کے لیے خدا حافظ۔''

ڈاکٹر نوید: ''خدا حافظ، حکیم صاحب!''

(دونوں گرمجوشی سے مصافحہ کرتے ہیں۔ حکیم صاحب رخصت ہو جاتے ہیں۔)

## لائٹس آف

## منظر 04- دفتر/گھر (دن)

(اسٹیج پر دفتر کا منظر۔ حکیم محمد سعید کام مکمل کر رہے ہیں۔ سعدیہ خاموشی سے ان کے پیچھے سے گزر رہی ہیں کہ باہر سے کسی گاڑی کی آواز آتی ہے۔ حکیم صاحب چونک کر سر اُٹھاتے ہیں۔)

حکیم محمد سعید (ناراضی سے): ''یہاں ہر شخص جلدی میں ہے، لیکن وقت کی قدر کسی کو نہیں۔''

(اسی لمحے دروازہ کھلتا ہے اور حکیم محمد عثمان داخل ہوتے ہیں۔)

حکیم محمد سعید (دھیمے مگر سخت لہجے میں): ''آ رہے ہو نوجوان؟ کھڑے ہو جاؤ۔ وقت اللہ کی امانت ہے، اور اس کا صحیح استعمال، عبادت! اور آج تم نے اس عبادت میں کوتاہی کی ہے۔ دو بجے آنا تھا اور تم پورے پانچ منٹ- یعنی تین سو سیکنڈ- تاخیر سے آئے ہو۔''

حکیم محمد عثمان (نرمی سے): ''معذرت خواہ ہوں، حکیم صاحب! راستے میں ایک ضرورت مند ملا، اس کی مدد کرنے کے لیے کچھ دیر رک گیا۔''

(حکیم صاحب عثمان کو غور سے دیکھتے ہیں، پھر نرمی سے بولتے ہیں۔)

حکیم محمد سعید: ''عبادت میں کوتاہی تو ہو گئی، اب ایک کام کرو، واپس جاؤ اور اس ضرورت مند سے پوچھو اگر اس کا کوئی بچہ تعلیم حاصل کرنا چاہتا ہے یا کسی اور

امداد کا طلب گار ہے تو اُسے ہمدرد مطب لے آؤ۔''

(اسی لمحے حکیم صاحب کا فون بجتا ہے۔ وہ سنتے ہیں اور سامعین کے لیے وائس اوور ہوتا ہے۔)

وائس اوور: (دوسرے طرف سے ایک بھاری آواز آتی ہے) ''حکیم صاحب، آپ ہماری بات کیوں نہیں مان رہے؟ ہم نے کہا تھا کہ ہمدرد کے منافع کا صرف دو روپے ہمارے کھاتے میں ڈالتے رہیے، باقی سب آپ کا۔''

حکیم محمد سعید (دوٹوک لہجے میں): ''ہم نے پہلے ہی واضح الفاظ میں کہہ دیا ہے، ہمدرد قوم کی امانت ہے اور ہم ایک ایک پائی ان کی فلاح و بہبود پر صرف کرتے ہیں۔ ہمدرد کوئی کاروبار نہیں۔ یہ ایک ایسا گلستان ہے، جہاں روز ہزاروں پھول کھلتے ہیں اور ہم اُن پھولوں کو مرجھانے نہیں دیتے۔ اب نہ ہمارا وقت ضائع کریں، نہ اپنا۔ شکریہ۔''

(حکیم صاحب فون بند کردیتے ہیں۔ حکیم عثمان روانہ ہونے لگتے ہیں۔ سعدیہ داخل ہوتی ہیں۔)

حکیم محمد عثمان (مسکراتے ہوئے سعدیہ سے): ''اگر آپ اپنے ابا جان کو صرف تین جملوں میں بیان کرنا ہو، تو کیا آپ جانتی ہیں وہ کیا ہوں گے؟''

سعدیہ (تجسس سے): ''جی، کیا؟''

حکیم محمد عثمان:

۱۔ تعلیم کا فروغ

۲۔ عصرِ عالم کا احترام

۳۔ وقت کی ذہنی تربیت اور مریضوں کی بے لوث خدمت

(یہ سن کر حکیم صاحب مڑتے ہیں اور آہستہ سے مسکراتے ہیں۔)

حکیم محمد سعید: ''میری امی نہایت نرم دل تھیں، مگر اُصولوں کے معاملے میں سخت۔ ان کی ساری تربیت اخلاق پر مبنی تھی اور بداخلاقی پر وہ کبھی معاف نہیں کرتی تھیں۔ ہم انہی کی اولاد ہیں۔''

(عثمان صاحب آہستہ سے سلام کر کے چلے جاتے ہیں۔)

حکیم محمد سعید (دل سے، خودکلامی میں): ''راستے میں جب کوئی نہ پائے گا۔ یہ آخری درخت بہت یاد آئے گا۔''

سعدیہ (مسکراتے ہوئے): ''ابا جان! یہ کس کا شعر ہے؟''

حکیم محمد سعید: ''آج بزمِ ہمدرد نونہال میں ایک بچی نے ہمیں دیکھ کر یہ شعر پڑھا۔

دل میں کچھ ایسا اُترا کہ اب نکلتا نہیں۔

(سعدیہ مسکراتی ہے اور دفتر کی چیزیں سمیٹنے لگتی ہے۔)

**لائٹس آف**

## منظر 05 - مطب

حکیم صاحب مطب میں بیٹھے مریضوں کا علاج کر رہے ہیں۔ ایک بچہ اندر آتا ہے، جس کے بازو پر چوٹ لگی ہوتی ہے۔

حکیم صاحب (فکرمندی سے): ''ارے نونہال! یہ کیا ہوا تمہیں؟''

بچہ (تھوڑے غصے اور دکھ سے): ''حکیم صاحب! اماں ابا سے لڑ رہی تھیں۔ غصے میں بیلن پھینک مارا، اور وہ آ کے مجھے لگا۔ بچ تو گیا، مگر چوٹ لگ گئی۔''

حکیم صاحب (دھیرے سے مسکرا کر): ''بیٹا! جب غصہ دماغ پر سوار ہو جائے، تو عقل پیچھے ہٹ جاتی ہے۔ وہ اپنی جیب سے چند ٹافیاں نکالتے ہیں اور بچے کو دیتے ہیں۔

حکیم صاحب (نرمی سے): ''اچھا یہ بتاؤ، تمھارا دل کس طرف ہے؟''

بچہ (معصومیت سے): ''جہاں آپ بیٹھے ہیں، اُس طرف۔''

حکیم صاحب (مسکراتے ہوئے): ''دل تو اس طرف ہوتا ہے، لیکن تمہیں خود اپنی دل کی دھڑکن سنی چاہیے۔''

بچہ (خوشی سے ہنستا ہے): ''ہن ہن!''

حکیم صاحب: ''یہ دیکھو، یہ تمھاری نبض ہے۔ یہاں سے تم دل کی دھڑکن محسوس کر سکتے ہو۔'' بچہ خوشی سے نبض دیکھنے لگتا ہے، اتنے میں حکیم صاحب اس کے بازو پر دوا لگا دیتے ہیں اور پٹی باندھ دیتے ہیں۔

حکیم صاحب: ''لو بھئی نوجوان! تمھارا علاج مکمل ہو گیا اور یہ رہا ''ہمدرد مرہم'' رات کو دوبارہ لگانا، ان شاءاللہ شفا ملے گی۔ وہ ایک پرچی پر دستخط کرتے ہیں اور بچے کو دیتے ہیں۔

بچہ (حیرانی سے): ''یہ کیا ہے؟ یہ بھی کوئی دوا ہے؟''

حکیم صاحب (ہنستے ہوئے): ''یہ دوا کی پرچی ہے، نوجوان۔ دستخط میری طرف سے ہیں، اسے کاؤنٹر پر دے دینا، دوا مل جائے گی۔ بچہ باہر جاتا ہے، لیکن کچھ لمحوں بعد واپس آتا ہے۔''

بچہ (خوشی سے): ''شکریہ حکیم صاحب! آپ بہت اچھے ہیں۔'' حکیم صاحب ایک اور پرچی نکالتے ہیں۔

حکیم صاحب: ''یہ لو، کاؤنٹر پر دے دینا، تمہیں تعلیم کے

اخراجات پورے کرنے میں مدد ملے گی۔''
بچہ (بہت خوش ہوکر): ''آپ کا بہت بہت شکریہ!''
حکیم صاحب (شفقت سے): ''لیکن ایک وعدہ کرو! تم نے تعلیم حاصل کرنی ہے، تربیت پانی ہے اور ایک دن پاکستان کو بڑا بنانا ہے۔''
بچہ: ''جی، میں بھی آپ جیسا حکیم بنوں گا!''
حکیم صاحب (پیار سے مسکراتے ہوئے): ''میرے جیسا کیوں؟ مجھ سے بھی اچھا بنو۔ یاد رکھو، ایک سچا معالج وہ ہوتا ہے جس کے اندر روحانی اثر ہو۔ جس کے ہاتھوں کی اُنگلیوں سے ایسی روشنی نکلے جو مریض کو شفا دے۔ یہ تبھی ممکن ہے جب معالج پاک باز ہو، خلوص والا ہو۔''
بچہ (معصومانہ سوال): ''آپ کے بعد ہمارا کیا ہوگا، حکیم صاحب!''
حکیم صاحب ایک گہری مسکراہٹ کے ساتھ بچے کی طرف دیکھتے ہیں۔
حکیم صاحب: ''میرے بعد؟ میرے بعد تم میں سے ہی کوئی حکیم محمد سعید پیدا ہوگا۔''
وہ بچے کو ایک اور ٹافی دیتے ہیں۔ بچہ مسکراتا ہے، ٹافی لیتا ہے اور کھیلتا ہوا باہر چلا جاتا ہے۔

**(لائٹ آف)**

**منظر 06 - بیٹی/ دفتر/ گھر**

**لائٹس آن - کمرہ، آفس جیسا ماحول۔**

سعدیہ دفتر میں داخل ہوتی ہے۔
سعدیہ: ''جی ابا جان؟ آپ نے بلایا تھا؟''
حکیم صاحب: ''ہاں بیٹا! آؤ یہاں بیٹھو۔''
(سعدیہ کرسی پر بیٹھ جاتی ہے)
حکیم صاحب (نرمی سے): ''سعدیہ! اب وقت آ گیا ہے کہ تم ''ہمدرد'' کو سنبھالو۔ اس کی باگ ڈور تمھارے ہاتھ میں آنی چاہیے۔''
سعدیہ (تذبذب سے): ''مگر ابا جان! میں ابھی ذہنی طور پر تیار نہیں ہوں۔''
حکیم صاحب: ''اگر تم واقعی ہمدرد میں اپنا کردار ادا کرنا چاہتی ہو تو اب سے آغاز کرنا ہوگا۔ میڈم (حکیم صاحب کی سیکریٹری) جا رہی ہیں اور یہی وقت ہے کہ تم اُن سے کام سیکھو۔''
سعدیہ: ''ابا جان! بس مجھے تھوڑا وقت چاہیے۔''
حکیم صاحب (نرمی، مگر مضبوط لہجے میں): ''یہ ہمارا مشن ہے سعدیہ۔ تمھیں اسے آگے لے جانا ہے۔ کیا تم جانتی ہو 'روح افزا' کا نام کس نے رکھا تھا؟''
سعدیہ (حیرانی سے): ''کس نے؟''
حکیم صاحب: ''تمھارے دادا جان نے۔ اُس وقت وہ پنڈت دیا شنکر نسیم کی کتاب ''گلزار'' پڑھ رہے تھے۔ اسی سے متاثر ہو کر انھوں نے یہ نام رکھا، لیکن اب یہ صرف ایک مشروب کا نام نہیں۔ ہزاروں لوگوں کی اُمید ہے، ایک سوچ ہے، ایک پہچان ہے۔''
سعدیہ (فخر سے): ''جی بالکل، ابا جان!''
حکیم صاحب: ''ہم نے ستر ہزار خط بھیجے تھے، اُن امیر لوگوں کو، اُن کے بچوں کو غریب بچے اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلاتے ہیں۔ ہم نے ان سے درخواست کی کہ ان بچوں کو تعلیم کی طرف لائیں۔ جانتی ہو، کتنے جواب آئے؟''
سعدیہ: ''کتنے ابا جان؟''
حکیم صاحب (گہرے افسوس سے): ''صرف 11۔ ان میں سے 7 نے انکار کیا، صرف 4 نے مثبت جواب دیا۔ ہمیں اس قوم کا قرض چکانا ہے، ہر بچے کو تعلیم دینی ہے۔ یہی بچے کل پاکستان کو چلائیں گے۔''
سعدیہ (عزم سے): ''جی ابا جان! میں آپ کی بات سے مکمل اتفاق کرتی ہوں۔ آپ فکر نہ کریں، میں ''ہمدرد'' کی ذمے داری سنبھالنے کے لیے تیار ہوں۔ ''ہمدرد'' ہمیشہ اس قوم کا ہمدرد رہے گا۔
(حکیم صاحب نشست سے اُٹھ کر سعدیہ کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھتے ہیں)

**لائٹس آف**

**منظر 07 - گھر - دوپہر**

(حکیم صاحب اپنے دوست کا خط پڑھ رہے ہیں۔ سعدیہ راشد کمرے میں داخل ہوتی ہیں۔)
سعدیہ راشد: ''ابا جان! کچھ شہروں میں مالی امداد پہنچانے میں تاخیر ہو رہی ہے۔''
حکیم صاحب: ''اس معاملے کو فوری طور پر دیکھو اور ہاں، سردی بہت ہو رہی ہے سعدیہ، کیا کمبل یا گرم کپڑوں کا بندوبست ہو گیا ہے؟''
سعدیہ راشد: ''جی ابا جان! سب چیزیں پہنچا دی گئی ہیں۔''
(سعدیہ راشد، حکیم صاحب کے قدموں میں بیٹھ جاتی ہیں اور ان کا ہاتھ تھام لیتی ہیں۔)
سعدیہ راشد (جاری): ''ابا جان! دل بہت گھبرا رہا ہے، نہ جانے کیوں، عجیب وسوسے آ رہے ہیں۔''
(حکیم صاحب نرمی سے سعدیہ کے سر پر ہاتھ

پھیرتے ہیں۔)

حکیم صاحب: ''دیکھو بیٹا! ہمارے نام کی گولی نکل چکی ہے، یہ کسی بھی وقت آ کر لگ سکتی ہے۔''

سعدیہ راشد: ''ایسا مت کہیے ابا جان!''

(حکیم صاحب خط سعدیہ کو دکھاتے ہیں۔)

حکیم صاحب: اس خط میں بھی تو یہی لکھا ہے: ''سعید، میں کوفے میں رہ گیا اور آپ مدینے میں مر گئے۔''

سعدیہ راشد: ''ابا جان! آپ صرف ہمارے نہیں، اس ملک کے بھی ابا جان ہیں۔ آپ وہ چراغ ہیں جس کی روشنی اندھیروں میں اُمید بن کر چمکتی ہے۔''

حکیم صاحب: ''اگر میں اس ملک کے لیے ابا جان ہوں تو تم میری بیٹی ہو۔ مجھے یقین ہے تم ہمیشہ میرے راستے پر چلوگی۔''

سعدیہ راشد: ''میں ضرور چلوں گی ابا جان (روتے ہوئے) میں وعدہ کرتی ہوں۔''

حکیم صاحب (ہنستے ہوئے): ''چلو بھئی! اب ہماری نواسیوں کا وقت ہے۔ ہمیں ان کے ساتھ چاکلیٹ بھی کھانی ہے۔''

(سعدیہ راشد مسکراتی ہیں۔)

حکیم صاحب (جاری): ''ارے وہ سخت والی چاکلیٹ ہمیں دینا۔ وہ بڑی بی سے کہاں چھپے گی۔''

(دونوں مسکراتے ہیں۔ لائٹس آف)

### TIME OF MURDER

(اسٹیج پر آخر میں سب طلبہ کھڑے ہیں۔ کام کا سامان فرش پر پڑا ہے۔

سب ہمدرد انسٹی ٹیوٹ کے سامنے وکیل، ڈاکٹر، انجینئر، کارکن بنے کھڑے ہیں۔

سب کا گیٹ اپ واضح ہے۔ لائٹس آہستہ آہستہ بند ہوتی ہیں۔)

### منظر 08
### (انٹرویو کے سیٹ پر واپسی)

کیمرہ واپس آتا ہے میم سعدیہ پر، جو جذبات سے بھری آنکھوں سے آنسو صاف کر رہی ہیں۔ فضا میں خاموشی ہے۔

انٹرویو لینے والا: ''تو یہ تھے ہمارے حکیم محمد سعید......''

اسی لمحے سب فریز ہو جاتے ہیں۔ سائیڈ میں بیٹھے حکیم صاحب پر اسپاٹ لائٹ پڑتی ہے۔ وہ دھیرے سے اپنی جگہ سے اُٹھتے ہیں اور سعدیہ کے پاس آ کر شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہیں۔

حکیم محمد سعید: ''میں ہمیشہ جانتا تھا کہ میرے بعد میری بیٹی میری سوچ، میرا مشن مکمل کرے گی اور آج دیکھو، ہر شہر میں موجود ہمدرد، ہر ایک کا ہمدرد ہے۔ تم بہت اچھا کر رہی ہو سعدیہ......''

(پھر سامعین کی طرف دیکھتے ہوئے)

''اور آپ سب بھی، میرے نوجوانو! آپ سب بہت اچھا کر رہے ہیں۔''

(حکیم صاحب اپنی جگہ واپس بیٹھ جاتے ہیں۔ فریز کیے گئے سب کردار ایک بار پھر حرکت میں آ جاتے ہیں)

سعدیہ راشد: (دھیمی، جذباتی آواز میں نظم پڑھتی ہیں)

گولی پر لگا خون پوچھتا رہا قاتل سے

یہ امانت ہے اس شہید کی...... یا جوانوں کا لہو ہے؟

ایک لمحے کے توقف کے بعد سعدیہ آنکھوں سے آنسو صاف کرتی ہیں اور گفتگو جاری رکھتی ہیں۔

سعدیہ راشد (جاری ہے)

17 اکتوبر 1998 کو حکیم محمد سعید کی شہادت کی خبر نے ان کے چاہنے والوں سے گویا حرکت اور توانائی چھین لی۔ اس عظیم شخصیت نے اس شان سے زندگی گزاری کہ آنے والوں کے لیے ایک مثال بن گئے۔ میرے ابا جان شہید حکیم محمد سعید وہ انسان تھے جنہوں نے زندگی میں جس کام کا بیڑا اُٹھایا، اسے مکمل کیے بغیر کبھی سکون نہ پایا۔ ان کا جینا، ان کا مرنا، ان کی محبتیں اور ان کی ناراضگیاں۔ سب کچھ صرف اللہ کی رضا کے لیے تھیں۔ جیسا کہ ان کی منہ بولی بیٹی مرحومہ بشریٰ رحمان کہتی تھیں: ''حکیم صاحب نے جتنے سانس لیے، اتنے ہی کام کیے۔''

ظالموں نے میرے ابا جان کو ہم سے جدا تو کر دیا، مگر تاریخ گواہ ہے۔ حکیم محمد سعید ہمیشہ دلوں میں زندہ رہیں گے۔ ان کی جلائی ہوئی شمع آج ہر نونہال کے ہاتھ میں ہے اور یہ شمع اندھیروں کو چیرتی رہے گی۔ ہمیں ان کی کمی ہمیشہ محسوس ہوتی رہے گی۔ کیا آپ کو بھی ان کی کمی محسوس ہوتی ہے؟

### ہمدرد نونہال قائدین کی محترمہ سعدیہ راشد صاحبہ سے ملاقات

ہمدرد نونہال اسمبلی کے تمام مراکز کے منتخب قائدین نے اسلام آباد میں ہونے منعقد ہونے والی نونہال کانفرنس کے بعد قومی صدر ہمدرد نونہال اسمبلی محترمہ سعدیہ راشد صاحبہ سے ایک خصوصی ملاقات کی۔ یہ ملاقات نہ صرف ایک خوشگوار اور علمی ماحول میں منعقد

ہوئی، بلکہ اس میں ہمدرد نونہال اسمبلی کے آئندہ لائحہ عمل، مقاصد اور بہتری کے امکانات پر تفصیلی گفتگو بھی کی گئی۔ اس مشاورتی نشست نے نونہال قائدین کو ادارے کی اعلیٰ قیادت سے براہِ راست ہم کلام ہونے کا نادر موقع فراہم کیا۔ اس کے ذریعے ان میں ادارہ جاتی وابستگی، اعتماد اور ذمے داری کا احساس مزید گہرا ہوا۔ محترمہ سعدیہ راشد صاحبہ نے نونہال قائدین کو قیمتی رہنمائی عطا فرمائی اور انہیں تاکید کی کہ وہ آئندہ اجلاسوں میں اپنی ذمے داریاں خوش اسلوبی، خلوص اور دیانت کے ساتھ نبھائیں۔ اُن کے پُرخلوص الفاظ نے نونہالوں کے عزم و حوصلے کو تقویت بخشی اور انہیں مستقبل کی قیادت کے لیے تیار کیا۔

اس موقع پر محترم سید محمد ارسلان (ڈائریکٹر پروگرامز اینڈ سی ایس آر، ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان)، محترم حیات محمد بھٹی (ڈپٹی ڈائریکٹر پروٹوکول، راولپنڈی/اسلام آباد)، محترم سید علی بخاری (ڈپٹی ڈائریکٹر پروگرامز، لاہور)، محترم خالد خان (مینجر ایڈمنسٹریشن، ہمدرد لیبارٹریز (وقف)، پشاور) اور محترمہ ڈاکٹر ثناء غوری (سینئر مینجر پروگرامز اینڈ ایونٹس، ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان) بھی موجود تھے۔ ان معزز شخصیات کی موجودگی نے نشست کے وقار اور معنویت میں مزید اضافہ کیا۔

## نونہال قائدین کا مطالعاتی و معلوماتی دورہ

ہمدرد نونہال اسمبلی کی سرگرمیوں کی آخری، مگر نہایت اہم کڑی پاکستان کی قومی اسمبلی کا مطالعاتی و معلوماتی دورہ تھی۔ اس دورے میں چاروں مراکز کے منتخب نونہال قائدین نے شرکت کی۔ نونہالوں کو اس موقع پر نہ صرف پاکستان کے قانون سازی کے عمل سے روشناس کروایا گیا، بلکہ انہیں قومی اسمبلی کی کارروائی کو قریب سے دیکھنے اور ارکانِ پارلیمنٹ سے گفتگو کا موقع بھی فراہم کیا گیا۔ یہ تجربہ نونہال قائدین کے لیے نہایت مفید اور یادگار ثابت ہوا، جس نے ان کی علمی، فکری اور قومی بصیرت کو نکھارنے میں نمایاں کردار ادا کیا۔

قومی اسمبلی ہال میں قدم رکھتے ہوئے ان کے دلوں میں وطن سے محبت اور خدمتِ خلق کا جذبہ اور بھی مضبوط ہوا۔

## ہمدرد شوریٰ پاکستان
## سالانہ مشترکہ اجلاس کی تفصیلی رپورٹ
## دعوت نامہ

شہیدِ پاکستان حکیم محمد سعید کے دائرہ ہائے خدمات اور کارہائے نمایاں میں ایک اہم پیش رفت ہمدرد شوریٰ پاکستان کا قیام بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ حکیم صاحب محترم کے بعد بھی اس منفرد فورم سے اراکینِ محترم کی وابستگی، دل چسپی اور رہنمائی کے باعث ہمدرد شوریٰ پاکستان کی افادیت اور اہمیت نہ صرف برقرار ہے، بلکہ اسے سراہا بھی جا رہا ہے۔ ہمدرد شوریٰ میں اب تک بے شمار قومی اور بین الاقوامی نوعیت کے حساس مسائل کو غور و فکر کا موضوع بنایا گیا ہے اور پوری نیک نیتی، اخلاص اور غیر جانبداری کے ساتھ مرتب کردہ تجاویز کو اربابِ اختیار اور عوام الناس کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ شوریٰ محضر نامہ/عرضداشت، آپ تمام احباب کے مفید مشوروں اور قیمتی آراء کو شامل کرتے ہوئے، مکمل کرلیا گیا ہے۔ جو اس ملاقات میں احباب کو پیش کیا جائیگا۔ خواہش ہے کہ چاروں مراکز کے اسپیکر، ڈپٹی اسپیکر ایک جگہ جمع ہوں۔ ہمدرد شوریٰ مشترکہ اجلاس، 16 جنوری 2025، بروز بدھ، بوقت دوپہر 1:00 بجے سے 2:00، ہمدرد یونیورسٹی اسلام آباد کیمپس میں منعقد ہوگا۔ میں اُمید کرتی ہوں کہ آپ اس اجلاس میں شریک ہوکر اسے کامیاب بنائیں گے۔

آپ کی منتظر

سعدیہ راشد

ہمدرد شوریٰ پاکستان کا سالانہ اجلاس جنوری 2025ء میں نہایت خوشگوار، بامقصد اور مؤثر ماحول میں منعقد ہوا۔ یہ اجلاس فکری و تنظیمی لحاظ سے خاص اہمیت کا حامل تھا، کیوں کہ اس میں میمورنڈم آف ہمدرد شوریٰ پاکستان اور قواعد و ضوابط کے مسودے پر حتمی مشاورت کی گئی۔ محترمہ سعدیہ راشد صاحبہ نے اجلاس کی صدارت فرمائی اور تمام اراکینِ شوریٰ پاکستان کو خوش آمدید کہتے ہوئے فرمایا: ہمدرد شوریٰ پاکستان کا قیام حکیم محمد سعید کے اس مشن کا تسلسل ہے جو علم، تحقیق اور خدمتِ انسانیت کو یکجا کرتا ہے۔

آج ہمیں فخر ہے کہ ہم ان کی فکر کو نئے عزم اور اجتماعی بصیرت کے ساتھ آگے بڑھا رہے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ میمورنڈم پر دو برس سے غور و خوض جاری ہے اور اب یہ مرحلہ تکمیل ہو چکا ہے، جس میں تمام

مراکز کراچی، لاہور، پشاور، راولپنڈی/اسلام آباد کے اراکین کی رائے شامل کی گئی ہے۔

اجلاس میں ہمدرد شوریٰ پاکستان اور ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان کے مختلف مراکز سے درج ذیل اراکین نے شرکت کی:

راولپنڈی/اسلام آباد مرکز: پروفیسر ڈاکٹر نیاز عرفان صاحب، ڈاکٹر ریاض احمد صاحب، امتیاز حیدر صاحب، حیات بھٹی صاحب۔

پشاور مرکز: سید مشتاق حسین بخاری صاحب، ڈاکٹر عدنان سرور صاحب، محمد خالد صاحب۔

لاہور مرکز: پروفیسر ڈاکٹر میاں محمد اکرم صاحب، سید علی بخاری صاحب۔

کراچی مرکز: حکیم عبدالحنان صاحب، کموڈور سدید انور ملک صاحب، سید محمد ارسلان صاحب، ڈاکٹر ثناء غوری صاحبہ۔

## ڈاکٹر ثناء غوری

گزشتہ چند سالوں سے ہم نے یہ طے کیا ہے کہ جنوری کے مہینے میں باقاعدہ مشترکہ اجلاس منعقد کیا جائے۔ اسی سلسلے میں ہر سال نونہالوں کی کانفرنس بھی ہوتی ہے، پہلی نونہال کانفرنس 2023ء میں منعقد کی گئی اور ساتھ ساتھ ہمدرد شوریٰ پاکستان کا ایک اہم مشترکہ اجلاس بھی کیا گیا جس میں تمام زونز کے اسپیکرز، ڈپٹی اسپیکرز اور شعبۂ پروگرام کے ذمہ داران شامل ہوئے۔ محترمہ سعدیہ راشد صاحبہ قومی صدر ہمدرد نونہال اسمبلی اور قومی صدر ہمدرد شوریٰ پاکستان نے ان اجلاسوں کی صدارت کی۔ یہ اجلاس 2024ء میں آن لائن منعقد کیے گیے۔ جبکہ اب اس کا تیسرا سلسلہ ہے۔ جس میں ہم سب موجود ہیں۔ 2022ء میں ہمدرد شوریٰ پاکستان کے محضر نامہ/عرضداشت پر کام شروع کیا گیا۔ جیسے 2023ء کے مشترکہ اجلاس میں پیش کیا گیا۔ اس کے بعد تمام ذمے داران کی رائے شامل کی گئی اور اب اس دستاویز کو حتمی صورت دے دی گئی۔ جس میں آپ تمام معزز ارکین خاص طور پر ڈائریکٹر پروگرامز ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان، جناب سید محمد ارسلان صاحب (کی خصوصی معاونت اور مخلصانہ کاوشوں کا شکریہ ادا کرتی ہوں) یہ اجلاس اس لیے بھی اہم ہے کہ تمام ذمے داران کی بل مشافہ ملاقات ہو سکے۔ الحمدللہ اب یہ دستاویز ایک بہتر اور مکمل شکل میں آپ سب کے سامنے ہے۔ اب میں سید مشتاق حسین بخاری صاحب سے درخواست کروں گی کہ وہ اجلاس کی کارروائی آگے بڑھائیں۔

## سید مشتاق حسین بخاری

آج کا اجلاس نہایت اہمیت کا حامل ہے، جیسا کہ محترمہ سعدیہ راشد نے اپنے ابتدائی کلمات میں بھی فرمایا۔ جنوری کا مہینہ ہمیں اس عظیم شخصیت، حکیم محمد سعید شہید کی ولادتِ باسعادت کی یاد دلاتا ہے۔ ایک ایسی ہستی جن کی خدمات علم، صحت، اخلاق اور انسانیت کے فروغ کی روشن مثال ہیں۔ اس موقع پر ہم سب کا یہاں اکٹھا ہونا باعثِ مسرت اور فخر ہے۔ یہ بھی خوش آئند بات ہے کہ آج کے اجلاس میں کراچی، لاہور، پشاور، راولپنڈی/اسلام آباد کے معزز اراکین شریک ہیں۔ کئی اراکین سے پہلی بار بالمشافہ ملاقات ہو رہی ہے، جو ہمارے باہمی تعارف اور ربطِ عمل کے لیے خوشگوار موقع ہے۔ آج کے اجلاس کا خاص ایجنڈا: ''قواعد وضوابط اور میمورنڈم آف ہمدرد شوریٰ پاکستان'' پر مشاورت ہے۔ یہ وہ اہم دستاویز ہے جس کی تیاری پر گزشتہ دو برسوں سے مسلسل غور وفکر اور مشاورت جاری تھی اور اب یہ اپنی تکمیل کے قریب ہے۔ تمام مراکز کراچی، لاہور، پشاور، راولپنڈی/ اسلام آباد کو اس کی نقول ارسال کی جا چکی ہیں تاکہ ہر رکن اپنی رائے اور تجاویز تحریری طور پر پیش کر سکے۔ یہ دستاویز ہمدرد شوریٰ پاکستان کے لیے ایک بنیادی اور رہنما حیثیت رکھتی ہے، جو آئندہ برسوں تک ادارے کی فکری سمت، تنظیمی اُصولوں اور عملی حکمتِ عملی کی بنیاد فراہم کرے گی۔

## اہم نکات کا جامع خلاصہ:

☆ یہ دستاویز ہمدرد شوریٰ پاکستان، کی فکری بنیادوں کو مضبوط بناتی ہے۔

☆ اس میں ہمدرد شوریٰ پاکستان، کے مستقبل کا واضح لائحہ عمل بیان کیا گیا ہے۔

☆ تنظیمی، فکری، سماجی اور اخلاقی پہلوؤں کا احاطہ کیا گیا ہے۔

☆ تمام اراکین کو مشاورت میں شامل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

☆ مثبت، تعمیری اور اُمید افزا زبان کے استعمال پر زور دیا گیا ہے۔

☆ دستاویز کو مستقبل کے ممبران کے لیے بھی رہنما اُصول کے طور پر تیار کیا گیا ہے۔

☆ہمدرد شوریٰ پاکستان، کے مشن اور وژن کی روح کو اُجاگر کیا گیا ہے۔
☆خواتین کی شمولیت کو خصوصی اہمیت دی گئی ہے۔
☆قائداعظم کے نظریے کے مطابق خواتین کو قومی ترقی میں برابر کا شریک قرار دیا گیا ہے۔
☆اردو ترجمہ تیار کرنے کی تجویز دی گئی، تا کہ تمام ارکان آسانی سے سمجھ سکیں۔
☆تعلیم، اخلاق اور صحت کو ہمدرد شوریٰ پاکستان، کی بنیادی ترجیحات میں شامل کیا گیا ہے۔
☆نوجوان نسل کی تربیت کو بھی وژن میں شامل کرنے کی تجویز دی گئی۔
☆ہمدرد شوریٰ پاکستان، کی قیادت کو فکری رہنمائی کا مرکز قرار دیا گیا۔
☆ہمدرد شوریٰ پاکستان، کو علمی اور فکری خدمات کے فروغ دینے والا پلیٹ فارم تسلیم کیا گیا۔
☆ہمدرد شوریٰ پاکستان کے مقاصد کو نظریاتی بنیادوں پر استوار کیا گیا ہے۔
☆تحقیقی اور علمی سرگرمیوں کی ترویج پر زور دیا گیا۔
☆ہر مرکز میں تحقیقی سب کمیٹی بنانے کی تجویز دی گئی۔
☆نئے ارا کین کی شمولیت کا واضح اور شفاف نظام تجویز کیا گیا۔
☆نامزدگی کے ذریعے رکنیت حاصل کرنے کا باوقار طریقہ وضع کیا گیا۔
☆خواتین کی نمائندگی ہر مرکز میں یقینی بنانے پر زور دیا گیا۔

☆ہمدرد شوریٰ پاکستان کے معیار اور وقار کو برقرار رکھنے پر اتفاق کیا گیا۔
☆ارا کین کے انتخاب کے لیے منصفانہ اور شفاف عمل کی سفارش کی گئی۔
☆Definitions Section شامل کرنے کی تجویز دی گئی، تا کہ اصطلاحات واضح ہوں۔
☆Flow of Authority کو واضح کرنے پر زور دیا گیا تا کہ فیصلہ سازی منظّم ہو۔
☆Amendment Clause شامل کرنے کی سفارش کی گئی تا کہ مستقبل میں ترامیم ممکن ہوں۔
☆زبان میں نرمی اور مثبتیت لانے کی ترغیب دی گئی۔
☆یہ میمورنڈم ایک زندہ اور ارتقائی دستاویز کے طور پر دیکھا جا رہا ہے۔
☆اس کا مقصد ہمدرد شوریٰ پاکستان کے اندر واضح نظم و ضبط قائم کرنا ہے۔
☆یہ باقاعدہ تحریری دستاویز ہے جو ہمدرد شوریٰ پاکستان کی ساخت کو بیان کرتی ہے۔
☆قواعد وضوابط کو عملی مثالوں (Practices) کی بنیاد پر تشکیل دیا گیا ہے۔
☆فارم، ضمیمے اور نامزدگی فارم جیسے دستاویزی طریقے واضح کیے گئے ہیں۔
☆تمام ارا کین کو اپنی تجاویز تحریری طور پر پیش کرنے کی ترغیب دی گئی۔
☆اس عمل سے مشاورت کی روایت مضبوط ہو رہی ہے۔
☆ہمدرد شوریٰ پاکستان کی شفافیت اور احتساب کو فروغ مل رہا ہے۔

☆مسودے کو مسلسل بہتری کے عمل سے گزارنے کا عندیہ دیا گیا۔
☆اس میں اجتماعیت اور تعاون کی روح جھلکتی ہے۔
☆ہر تجویز ہمدرد شوریٰ پاکستان کی مضبوطی اور استحکام کے لیے دی گئی۔
☆فکری اور عملی دونوں سطحوں پر ترقی کا پیغام دیا گیا۔
☆ہمدرد شوریٰ پاکستان کو قومی سطح پر ایک مثبت ماڈل بنانے کا عزم ظاہر کیا گیا۔
☆تحقیق، علم، اخلاق اور قیادت سب کو ہمدرد شوریٰ پاکستان کی شناخت قرار دیا گیا۔
☆مستقبل کی ضروریات کو مدِ نظر رکھ کر ساخت ترتیب دی گئی۔
☆ارا کین کے کردار کو ذمے داری، امانت اور خدمت کے جذبے سے جوڑا گیا۔
☆زبان، بیان اور دستاویز کی پیشکش میں ہم آہنگی پر زور دیا گیا۔
☆ہمدرد شوریٰ پاکستان کی پالیسی سازی میں وسعتِ نظر پیدا کی گئی۔
☆ہر رائے کو اہمیت دینے اور احترام کے ساتھ سننے کا جذبہ نمایاں ہے۔
☆ہمدرد شوریٰ پاکستان کو ایک متحرک، زندہ اور سیکھنے والا ادارہ تسلیم کیا گیا۔
☆قواعد وضوابط کو قابلِ ترمیم اور وقت کے ساتھ ہم آہنگ بنایا گیا۔
☆مجموعی طور پر یہ دستاویز ترقی، فکری روشنی اور

اجتماعی شعور کی علامت ہے۔

اجلاس میں مختلف موضوعات پر تفصیلی گفتگو ہوئی جن میں سب سے اہم شوریٰ پاکستان کے قواعد وضوابط اور تنظیمی دستاویز کی تدوین تھی۔

اجلاس کے دوران مختلف اراکین نے اپنی گراں قدر آراء پیش کیں۔ اجلاس میں ادارے کی تاریخ، ہمدرد فاؤنڈیشن کے ارتقاء اور حکیم محمد سعید کی علمی وسماجی خدمات پر بھی روشنی ڈالی گئی۔ شرکاء نے ادارے کی قیادت، نظم وضبط اور مثبت فضا کو سراہا۔

## اختتامی کلمات

یہ تمام ملاقاتیں، سرگرمیاں اور مطالعاتی دورے بظاہر الگ الگ دکھائی دیتے ہیں، مگر درحقیقت یہ سب ایک ہی فکر کی مختلف جہتیں ہیں۔ وہ فکر جو خدمت، تعلیم، قیادت اور قومی شعور پر مبنی ہے۔ ان سرگرمیوں کا انعقاد محض رسمی تقاضا نہیں، بلکہ آئندہ نسلوں کے لیے تحریک، رہنمائی اور وژن فراہم کرنے کی ایک سنجیدہ اور دوررس کوشش ہے۔

یہ رپورٹ ان تمام سرگرمیوں کی مکمل تفصیلات پر مشتمل ہے، جن میں پروگراموں کے دعوت نامے، موضوعات، شرکاء اور نمایاں نکات کو جامع اور مستند انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ جہاں دعوت نامے دستیاب نہ تھے، وہاں متعلقہ سرگرمیوں کی مکمل روداد شامل کی گئی ہے، تاکہ ادارے کا تاریخی وانتظامی ریکارڈ ہمہ جہت، درست اور قابلِ اعتماد رہے۔